یوپی اسمبلی مسلم لیگ کے اراکین وسط میں بیٹھے لیڈر ظہیر الحسنین لاری

یو پی کے مسلمانوں کی جدّوجہد

۱۹۳۷ء تا ۱۹۵۰ء

جسٹس ظہیر الحسنین لاری

مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے لئے لاری تحریک ایک
وارننگ ہے۔ یو پی کے مسلمان تھے جنہوں نے مسٹر جناح
کے لئے پاکستان بنایا اور لاکھوں انسانوں کو مصیبت میں
مبتلا کیا۔

اداریہ ہندوستانی اخبار
دی نیشنل ہیرالڈ

کانگریس پارٹی کے لکھنؤ کے جلسے میں مسٹر زیڈ ایچ لاری
پر سخت نکتہ چینی کی گئی۔ تمام اراکین نے اس بات
سے اتفاق کیا کہ اگر لاری تحریک کو پنپنے کا موقع دیا گیا
تو اس سے ہندوستان کو بڑا خطرہ لاحق ہوگا۔ کانگریسی
اراکین نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ لاری تحریک کے خلاف
فوری طور پر سخت کارروائی کرے تاکہ اس سے پہلے کہ
یہ پھولے پھلے اور ہندوستان کے لئے خطرہ بنے اسے
ختم کر دیا جائے۔

ہندوستانی اخبار
امرت بازار پتریکا
کی
ایک خبر

پہلی بار —— ۱۹۷۰
تعداد —— دس ہزار
کتابت —— زبیر نقوی
مطبوعہ —— فضلی سنز
قیمت —— پچھتر پیسہ

ناشر

لاری ریسرچ سینٹر

جناب جسٹس زیڈ۔ ایچ۔ لاری کی یوپی اسمبلی میں اردو
زبان میں کی ہوئی تقریروں کا مجموعہ ہے اس مجموعہ میں ان کی
انگریزی تقاریر شامل نہیں جو ایک الگ مجموعہ میں شائع کی
جا چکی ہیں جن میں ان کی ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی
میں کی ہوئی تقاریر بھی شامل ہیں۔

فہرست

موجودہ نظام حکومت اسی صورت میں ممکن ہے اور موثر ہو سکتی ہے اگر اس حقیقت کو وہ واضح اور صاف طور سے تسلیم کرے کہ وہ ایک پارٹی کی آمریت ہے اور اپنے اختیارات کا آمرانہ انداز میں استعمال کرے۔ ہمارے ملک کی بدقسمتی ہے کہ ہمارے لیڈر بڑے نفاست پسند ہیں اور جمہوریت کے تحفظ کی خاطر ضروری سمجھتے ہیں لئے اگر کوئی ان سے عرض کرے کہ ان کے انداز آمرانہ ہیں تو وہ بہت کھنچتے ہیں اور انہیں بڑا غصہ آتا ہے۔ یہی اس وقت ہوا جب اسمبلی میں حزب اختلاف کے قائد مسٹر لاری نے اپنے مخصوص تیکھے انداز میں ان کے منہ پر تھپڑ لگا اور کہا "یہ کیا سوراج ہے کہ اس وقت شہری آزادی مفقود ہے۔ یہ کیسی جمہوریت ہے کہ آزادی کے نعمت صرف ایک پارٹی نہیں بلکہ ایک گروپ کے اندر محدود ہیں۔ یہ کیا جنتا راج ہے کہ کھانے پینے کی سب چیزیں مہنگی ہیں اور غائب ہیں یہ کیا مزدور اور کسان راج ہے کہ ان کے بچے بچے چینوں اور ضروری چیزوں سے محروم ہوں گے۔"

لاری صاحب نے جو تقسیم سے پہلے مسلم لیگ کے ایک مضبوط ستون تھے خاص طور پر ایک مسجد کی بے حرمتی کا ذکر کیا۔ یہ الزام انہیں زیب نہیں دیتا۔ پاکستان میں آج ہندوستان سے زیادہ عبادت گاہوں کی بے حرمتی کی جا چکی ہے۔ اس وقت حزب اختلاف کے لیڈر کی ایک برتر منصب سے نیچے لیکن آج ایک واقعہ کی بنا پر انہوں نے ہمارے سارے ملک کو بدنام کرنا شروع کر دیا ہے۔

(اداریہ ہندوستانی اخبار ہیرلڈ)

وفاقی نظام حکومت

جناب اسپیکر صاحب جو تجویز میرے دوست نے پیش کی ہے اس کا مقصد اس قدر کھلا ہوا ہے کہ اس پر کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی تھی لیکن جناب وزیر عدل صاحب نے تقریر کرتے ہوئے جو نتیجہ نکالا تھا اس کے بعد تو قطعی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ اس منصوبہ پر جو خود متنازعہ نہیں ہے کوئی دلائل پیش کئے جائیں ورنہ شاید یہ کہا جائے کہ چونکہ جمہوری پارٹی کی طرف سے تجویز کی زبردست تائید نہیں ہوئی اس لئے وہ سنجیدگی کے ساتھ پیش نہیں کی گئی تھی ایسی صورت میں یہ سمجھا ہوں یہ بے خبر متنازعہ مضامین پر بھی دلائل پیش کئے جائیں تاکہ گورنمنٹ کو یقین ہو کہ تجویز پوری ذمہ داری کے ساتھ پیش کی گئی ہے۔

میرے نزدیک وفاقی نظام ایک مدفن ہے ہندوستان کی آرزوؤں اور تمناؤں کا۔ یہ ایک جال ہے جس میں آزادی کی چڑیا کو پھانسنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ مرغ آزادی اس جال میں اپنا دم توڑ دے اور پھر آزادی کا نام لیوا ہندوستان میں باقی نہ رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نظام جو مرتب کیا گیا ہے اس کا مقصد یہ تھا کہ ملک میں جمہوریت کی جو قوت پیدا ہو چلی ہے اس کو ہمیشہ کے لئے توڑ دیا جائے۔

میں اس وفاقی نظام کی مخالفت چار وجوہات کی بنا پر کرتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس نظام کے ذریعہ سے اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ رجعت

پسند طبقے کی اکثریت پیدا کی جائے۔ فیڈرل اسمبلی میں ۳۷۵ ممبران میں سے ۱۲۵ خاندانے ایسے ہوں گے جن کو ریاستیں منتخب کریں گی بلکہ ریاستوں کے حکمراں منتخب کریں گے جو بجنسہٖ افسران محکمہ سیاسی کے ماتحت ہوں گے اور جو انھیں کے اشارے پر چلیں گے۔ دوسری طرف ایوان اعلیٰ میں ۱۰۴ خاندانے ہوں گے اس کے معنی یہ ہونے کہ اگر سارے ہندوستان سے ۹۵ رجعت پسند افراد پہنچ گئے تو قوم پرست اقلیت میں ہو جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم لیگ نے اپنے دستور کی پہلی دفعہ میں واضح کر دیا ہے کہ ہم ایسا وفاقی نظام چاہتے ہیں جس کا ہر عنصر جمہوری اور آزاد ہو۔ آزادی کے معنی یہ ہیں کہ جو اجزا ترکیبی ہوں وہ اپنے اندرونی معاملات میں آزاد ہوں اس کے ساتھ ساتھ اس عنصر کا طرز حکومت مکمل جمہوری ہو۔ ہمارا دستور صاف کہہ رہا ہے کہ ہم ریاستوں سے کسی شکل میں کسی صورت میں اشتراک نہیں کر سکتے جب تک ریاستی نظام جمہوری نہ ہو جائے۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ جہاں تک وفاق کا سوال ہے مسلم لیگ کا نقطہ نظر صاف ہے۔ کانگریس کا آئیڈیل آزادی کامل ہے تو ضرور عمل اس کی صورت کیا ہوگی۔ آزادی کامل کیا حیثیت اختیار کرے گی ہم سے کم میں تو نہیں جانتا۔ ہاں جہاں تک مسلم لیگ کا تعلق ہے میں نے اس کو واضح کر دیا تھا جب ہمیں وفاق کے بنیادی اصولوں سے اختلاف ہے تو اس کی مخالفت ہم پر فرض ہے۔

اب میں دوسری وجہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ ایک آزاد ملک کی نشانی یہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی ملک آزاد نہیں جب تک کہ محکمہ جات اس کے قبضے میں نہ ہوں۔ دوسرے ملکوں سے گفتگو کرنے کا حق حاصل نہ ہو۔ اگر کوئی دستور یہ چیزیں ہم کو نہیں دیتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ غلامی کی زنجیریں ہم کو پہنانا چاہتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں چونکہ فوج اور معاملات خارجی ہندوستانیوں کے قبضہ میں نہیں آتے ہیں اس لئے موجودہ وفاقی نظام کسی طرح قابل قبول نہیں

تیسری بات یہ ہے کہ دستور کے ذریعہ جو اختیارات تمیزی وائسرائے کو دیئے گئے ہیں وہ اس قدر وسیع ہیں کہ جو حقوق ہم کو ملے ہیں وہ بھی ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ہندوستان میں غربت ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ گورنروں اور فوجی مصارف پر زیادہ سے زیادہ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ جناب گورنر جنرل صاحب کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ وہ ایک مالی مشیر رکھیں جو قدم قدم پر ہمارے وائسرائے صاحب کو [illegible]

کسی کے خلاف، وزیر مال کے خلاف۔ چوتھی بات میرے نزدیک بہت بڑی ہے وہ یہ ہے۔ موجودہ نظام کی ما بقیہ اختیارات وائسرائے کے سپرد ہیں وہ چاہیں صوبوں کو تفویض کریں یا مرکزی حکومت کو۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ اگر فیڈریشن کی ترکیب رکھی ہوئی ہے کہ اس میں رجعت پسند طبقہ اکثریت میں ہے تو گورنر جنرل آسانی سے ما بقیہ اختیارات مرکزی حکومت کو سونپ دیں گے اس طرح بقیہ اختیارات کے ذریعے سے صوبہ جاتی نظام پر بھی ایک طرح سے قبضہ ہو جائے گا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ مرکزیت جیسی امریکہ میں ہے رکھی ہونی چاہئے نا کہ مرکزیت جیسی کینیڈا میں ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ تجویز کا دوسرا جزو اپنی جگہ پر بہت اہم ہے اس جزو کے بغیر حصہ بالکل بے معنی ہو جاتا ہے۔ دوسرے حصہ میں ہم مطالبہ کرتے ہیں صوبہ جاتی گورنمنٹ کو ایک پیسہ بھی جیتا اور کمانا اس نظام کے عمل درآمد کرانے میں خرچ نہ کریں۔ مرکزی حکومت جب یہ سمجھ لے گی کہ صوبجات خرچ کرنے کو تیار نہیں تو وہ اس کو قبول کرے گی۔ دوسرا ملک کے مصمم ارادے کو ظاہر کرتا ہے کہ ہم کسی شکل میں بھی اس نظام کے وجود میں لانے کے لئے شریک نہ ہوں گے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ دوسرا جزو نہایت ضروری ہے۔ بمبئی کی کانگریسی گورنمنٹ کے بجٹ میں اس کے متعلق رقم منظور کی گئی تھی۔ اگر یہ طریقہ اختیار کیا گیا تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ مخالفت کرتی ہے لیکن اس میں رد کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ گمان یہ ہے کہ بعد انتخاب صوبوں کی طرح مرکز میں بھی وزارتیں قبول کر لی جائیں

اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ موقع آنے ہی نہیں دیا جائے۔ اب ہم پہلے سے کہہ دیں کہ ہم اس جھگڑے میں پھنسنا نہیں چاہتے۔ ایسی صورت میں معلوم ہوگا کہ آپ ملک کے وفادار ہیں اور اس نظام کو دور رکھنا چاہتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس ریزولیوشن کے دوسرے جزو کو خصوصاً گورنمنٹ منظور کرے گی ورنہ ہم یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ لفظی تائید کی جا رہی ہے اور عملی تائید مقصود نہیں ہے۔

جلد ۵ یوپی اسمبلی کارروائی صفحات ۔ ۳۰۴ تا ۳۳۴

ملازمتوں میں مسلمانوں سے زیادتی

مسٹر ظہیر الحسنین لاری   جناب اسپیکر صاحب۔

میں اس جذبہ کی قدر کرتا ہوں جس کے تحت مسٹر موہن لال گوتم نے اپنی تقریر کی تھی۔ گو جس ذہنیت کا مسٹر ڈھونیکر نے اظہار کیا ہے اس پر مجھے افسوس ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان سے ایسی تقریر کی مجھے امید نہ تھی جس میں اس مسئلہ کو محض فرقہ وارانہ نقطۂ نظر سے ہی دیکھا۔ چنانچہ اس مسئلہ پر میں جو کچھ عرض کروں گا وہ قومی مفاد کے پیش نظر ہوگا۔

سب سے پہلے میں ان دلائل کو لینا چاہتا ہوں جو مسٹر ڈھونیکر نے پیش کئے تھے ان کا خیال یہ تھا کہ ہمارے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ مذہبی رنگ میں ہم ملازمتوں کو تقسیم کریں۔ وہ اب تک اس اصولی غلط فہمی میں مبتلا ہیں جس کے باعث ہمارا آپس کا نفاق دور نہیں ہوتا۔ وہ اب تک یہ نہیں سمجھے ہیں کہ مسلمانوں کی جماعت ایک سیاسی حیثیت رکھتی ہے اور اس کے مفاد بھی سیاسی ہیں۔ ملک میں مسلم لیگ کیا آپ سمجھتے ہیں اس لئے وجود میں آئی ہے کہ محض اذان اور نماز کے لئے لڑیں۔ اس کا وجود تو اس لئے ہے کہ مسلمانوں کا ایک مخصوص نقطۂ نگاہ و مخصوص سیاسی مقصد ہے جو بدقسمتی سے ہماری اکثریت کے سیاسی نقطۂ نگاہ اور مقصود سے بعض جگہ متصادم ہے اس لئے

جب ہم مسلمانوں کے متعلق گفتگو کریں تو یہ سمجھ کر گفتگو کریں کہ ہم ایک سیاسی جماعت کے متعلق گفتگو کرتے ہیں اور وہ جماعت ایسی ہے جس کے افراد میں دو چیزیں مشترک ہیں ایک مذہب اور دوسرا سیاسی مقصود۔

اسی لئے میں کہتا ہوں کہ جناب ڈھونیکر صاحب نے جو تنقید کی وہ خیالات کے ابہام کا نتیجہ تھی۔ مجھے افسوس ہے کہ ان کا دماغ ملک کی اقلیتوں کے مسئلہ کو سمجھنے سے عاری رہا مگر مجھے یقین ہے اگر وہ اس مسئلہ پر متذکرہ بالا نقطۂ نگاہ سے غور کرتے تو ان کو معلوم ہوگا کہ یہ مسئلہ یقیناً سیاسی ہے۔ بہرحال ان کی تقریر نے یہ ظاہر کر دیا کہ اس تجویز کی اہمیت کس قدر زیادہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ مسلم راج ہو جائے تو صاف کہہ دیں۔ ہم مسلم راج تو نہیں چاہتے ہاں یہ ضرور چاہتے ہیں کہ راج میں ہمارا معتد بہ حصہ ہو۔ آج صورت بدل رہی ہے۔ وہ قوتیں جو غیروں کے ہاتھ میں تھیں ہماری طرف آ رہی ہیں۔ ہمارے دوست اعتراض کرتے ہیں لیکن انہیں چاہئے کہ وہ اس قوت کی خاطر اسمبلی میں بیٹھے ہوئے کیوں دکھائی دیتے ہیں اگر واقعتاً وہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب طاقت بیکار ہے تو مجھے افسوس ہے کہ وہ یہاں بیٹھ کر کیوں اپنا اور ہمارا وقت ضائع کرتے ہیں۔ جناب والا میں یہ کہہ رہا تھا کہ طاقت جو دوسروں کے ہاتھوں میں تھی اب منتقل ہو کر رفتہ رفتہ ہمارے ہاتھوں میں آ رہی ہے اس لئے ہر جماعت چاہتی ہے کہ اس طاقت میں شریک ہو کر ملکی اور قومی معاملات میں حصہ لے۔ یہ چیز ہے اور یہی وجہ ہے جو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہماری نشستیں صوبہ میں کیا رہیں گی۔ مرکزی حکومت میں کیا رہیں گی۔ ہم سے کانگریس نے بالاعلان یہ کہہ رکھا ہے کہ فرقہ وارانہ فیصلہ میں جو تناسب ہے ہم اس میں کوئی مداخلت نہیں کریں گے جب تک کہ آپس میں اتفاق سے کوئی دوسرا حل نہ تجویز ہو جائے۔ اس کے معنی کیا ہوئے کہ جو تناسب ہمیں ملا ہے اس میں آپ دخل انداز ہونا نہیں چاہتے۔ لیکن آپ جب ان محکمہ جات کی طرف آتے ہیں جن میں تناسب مقرر نہیں ہوا ہے تو آپ کہتے ہیں کہ ہم چودہ فیصدی سے زیادہ کیوں طلب کرتے ہیں۔ اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ

جو معاملات پارلیمنٹ کے اختیار میں ہیں ان میں آپ دخل دیتے چلے جا رہے ہیں
لیکن جب اختیار ہی نہیں تو مرضی کا کیا سوال۔ آپ کی جانچ تو ان معاملات سے
ہو گی جہاں آپ حکم دے سکتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جن معاملات میں آپ کو مداخلت
کرنے کا اختیار حاصل نہیں جیسا آپ تناسب کو بدل سکتے ہیں اگر اس میں آپ معلوم کر
دکھائیں تو البتہ ورنہ ساری گفتگو عدم مداخلت محض نمائشی ہے۔

جناب والا سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر دینا چاہتا ہوں کہ آپ اس مسئلہ پر
اس نقطۂ نگاہ سے غور کریں کہ ملازمتوں کا سوال محض روٹی کا سوال نہیں بلکہ اقلیت کے

حل مسائل میں حصہ لینے کے لئے مواقع ملنے کا سوال ہے۔ آپ مسئلہ زیر بحث پر اس نقطہ
نظر سے غور کیجئے کہ اقلیت کی آزادی میں شریک کار کے لئے کیا کیا مواقع دیئے گئے ہیں
اور آپ ان کو قدرت کے لئے کس حد تک مواقع بہم پہنچائیں گے۔

دوسری چیز جو میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں سمجھتا
ہوں کہ ہر ایک شخص اس بات پر افسوس کرتا ہے کہ فرقہ وارانہ مسئلہ یا ملازمتوں میں
تناسب کا سوال اسمبلی میں کیوں روز روز آیا کرتا ہے۔ اس کا علاج زبان بندی نہیں
ہے اس کا علاج یہ ہے کہ آپ اور ہم ایک وقت میں بیٹھ کر اس مسئلہ کو ختم کر دیں۔ جس
وقت یہ سوال پیدا ہوتا ہے اگر آپ یہ کہیں کہ آپ کی پالیسی یہ ہے کہ جو تناسب مقرر
ہے وہ قائم رہے گا تو ہمارے لئے یہ مسئلہ بالکل ختم ہو جاتا ہے۔

جب ہم ڈسٹرکٹ بورڈ میں کسی تقرری کے مسئلہ کو لیکر بیٹھتے ہیں تو ساری فضا
خراب ہو جاتی ہے اور تعلقات ختم ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر دیہی ترقی کے شعبہ
تقرری کے مسئلہ کو لیجئے۔ ہم کو آپ سے شکوہ یہ ہے کہ آپ جب تناسب کا
لحاظ نہیں کرتے ہیں تو اس کا واحد علاج یہ ہے کہ آپ اپنی ایک پالیسی مقرر کر کے اس کا
اعلان کر دیجئے اور اس پر سختی سے کاربند ہو جائیے پھر آپ سے اس کے بارے میں کسی
قسم کا سوال کرنے کی ضرورت ہم کو نہ ہوگی اور نہ آپ کو جواب دینے کی زحمت اٹھانی پڑے

ان چند مسائل میں سے جو باہمی نفاق کا باعث ہیں ایک بڑا مسئلہ ملازمت کا ہے۔ یہ
وہ چیز ہے جو ہمارے وطن کی فضا کو خراب کرتی ہے۔ اگر گورنمنٹ مناسب اعلان کرے
اور اس کے نفاذ کا باقاعدہ اعلان کر دے تو میں اس کا یقین دلاتا ہوں کہ یہ بڑی
رکاوٹ جو اتحاد باہمی میں حائل ہے ختم ہو جائے گی اور ہمارا اتحاد قریب تر ہو جائے گا
اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ جو حضرات اس مسئلہ پر تقریر کریں ان کو چاہئے وہ اس
بات کا خیال رکھیں کہ تعین تناسب کتنی مشکلات کے حل کرنے میں ممد ثابت ہوگی۔
مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ نواب سر محمد یوسف نے جو کہا ہے میں اس سے بالکل
اتفاق نہیں کرتا تو جو کچھ انہوں نے اپنے زمانے میں کیا ہے ان کو اس کے لئے الزام
نہیں دیتا ہوں۔ اس لئے کہ ان کی وزارت تو افسران کی وزارت تھی۔ یہ ضرور ہے کہ
ملازمتوں مثلاً ڈپٹی کلکٹری اور پولیس میں مسلمان کافی تعداد میں لے جاتے ہیں۔ لیکن
دیگر ملازمتیں مثلاً محکمہ جنگلات میں مسلمان بالکل صفر کے برابر ہے۔ ڈسٹرکٹ بورڈ کو
لیجئے۔ گورکھپور ضلع میں جہاں کے ڈسٹرکٹ بورڈ میں پندرہ ہیڈ ماسٹر ہیں ان
میں کوئی مسلمان نہیں ہے۔ جب میں نے سوال کیا تو دو عارضی ہیڈ ماسٹر مسلمان بنا دیئے
گئے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا تناسب مقرر کیا جائے۔ اگر ہماری ذہنیت فرقہ وارانہ
رجحانات سے بری ہوں تو تعین تناسب کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن یہ تلخ حقیقت
ہے کہ ہم میں ایسے افراد زیادہ ہیں جو تنگ خیال اور تنگ نظر ہیں۔ میں ایک مثال
پیش کرتا ہوں۔ دیوریا اسکول کے ہیڈ ماسٹر نے دو نام بھیجے۔ عارضی تقرری کا سوال
تھا ان میں ایک ہندو تھا ایک مسلمان۔ مسلمان وہ تھا جو اسی اسکول میں پہلے عارضی رہ
چکا تھا اور جس کا نام پہلے سے منظور شدہ فہرست میں درج تھا۔ انسپکٹر صاحب نے
ہیڈ ماسٹر کی سفارش ہندو امیدوار کے متعلق تو منظور کر لی مگر مسلمان نامزد شدہ
کی بجائے ایک دوسرے ہندو کو اپنی جانب سے مقرر کر دیا اور یہ تیسرا شخص کسی طرح
مسلم امیدوار پر ترجیح کا حق نہیں رکھتا تھا وجہ کیا تھی وجہ یہ تھی کہ وہ انسپکٹر صاحب
اعلیٰ خیالات کے آدمی نہ تھے۔ تو جناب میرے عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اس وقت

بکثرت افراد ایسے ہیں جو اس رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ اس لئے اس کی تلافی اس طرح ہو سکتی ہے کہ آپ ایسے طریقے اختیار کریں کہ جس سے اس قسم کا امکان باقی نہ رہے میں مانتا ہوں کہ قابلیت ضرور ہونی چاہیئے۔ اگر آپ ایک چوکیدار کے لئے گریجویٹ چاہتے ہیں تو میں آپ کو یہ رائے دوں گا کہ آپ یہ شرط مقرر کر دیجئے مگر اس تعین قابلیت کے بعد پھر تقابلی قابلیت کو نظر انداز کیجئے۔ بالفاظ دیگر میرا مطلب یہ ہے کہ آپ معیار مقرر کیجئے اور جو امیدوار معیار پر اتریں انھیں تناسب مقررہ کے اعتبار سے ہر فرقہ کے امیدوار چن لیجئے۔ اب سوال یہ پیدا ہوگا کہ تناسب کیا ہو اس مسئلہ پر میں یہ کہتا ہوں کہ موجودہ گورنمنٹ کو عالی حوصلگی سے نہیں تو کم سے کم انصاف سے کام لینے کی ضرورت ہے میں کہتا ہوں کہ کانگریس یہ مطالبہ کرتی ہے کہ ہم اسمبلی میں ۳۰ فیصدی ہیں اگر ملازمتوں میں ہم ۳۰ فیصدی طلب کریں تو کیا اعتراض ہے رہا ڈسٹرکٹ بورڈ کا سوال تو ہر ایک ڈسٹرکٹ بورڈ میں تشکیل مقرر ہیں کسی جگہ ۴۰ کسی جگہ ۳۰ کسی جگہ چالیس فیصدی وغیرہ۔ اسی تناسب سے ڈسٹرکٹ بورڈ میں آپ ملازمتیں مقرر کر دیجئے۔ میرے دوستوں نے فرمایا یہ مڈل کلاس کا معاملہ ہے عام مسلمانوں کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی سلسلہ میں دیہی سدھار ڈیپارٹمنٹ کا ذکر کیا گیا تھا اس کے متعلق میں جاننا چاہتا ہوں کہ اس ڈیپارٹمنٹ کا خاص منشا یہ ہے کہ ملک کے رہنے والوں کی ذہنیت کو تبدیل کیا جائے اس کے معنی یہ ہوئے کہ جو افراد وہاں پر مقرر ہوتے ہیں لوگوں کی ذہنیت کو تبدیل کر دیں گے۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ایسی تدابیر جو لوگوں کی ذہنیت کو تبدیل کر دیں وہ صرف مڈل کلاس کا معاملہ ہے۔ میرے دوست معاف فرمائیں گے۔ اگر میں کہوں کہ ملازمتوں میں صرف روٹی کا سوال نہیں ہے بلکہ ذہنیت تبدیل کرنے کا سوال بھی ہے۔
مزید برآں کیا پٹواری اور دیہاتی اسکول کے استاد صرف متوسط طبقہ سے متعلق ہیں۔ میں التماس کروں گا کہ آپ اس مسئلہ زیر بحث پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور ملک اور مفاد کو سامنے رکھ کر گفتگو کریں۔ ہندو مسلم کے تصفیہ کے ایک عنصر

کہ اگر آپ آئندہ کے لئے صاف طور پر عمل کریں تو یہ ملک و قوم کی بڑی خدمت ہوگی۔

(جلد ۹ یوپی اسمبلی صفحات ۴۹ تا ۵۰)

زرعی مسائل

مسٹر ظہیر الحسنین لاری

جناب اسپیکر صاحب۔ میں اس وقت اس لئے کھڑا ہوا ہوں کہ میرے دوست محمد اسحاق خاں نے جو تحریک التوا پیش کی ہے اس کی مخالفت کرتے ہوئے جناب وزیر مال نے پیش کردہ تجویز کی مشروط تائید کی۔ مشروط کا لفظ میں نے اس لئے استعمال کیا ہے کہ جو مسودہ قانون آپ کے سامنے پیش ہے وہ بہت سے امور میں نہایت ہی ناقص ہے۔ قبل اس کے کہ میں اس مسودہ قانون کے اصولوں پر جو فروگذاشتیں میرے نزدیک ہیں ان کو اس ایوان کے سامنے پیش کروں، میں چاہتا ہوں کہ جتنی باتیں جناب وزیر مال صاحب نے بطور شک کے کہیں اس کا جواب میں اس حد تک دوں جہاں تک کہ میں مجلس منتخب کی رائے پڑھنے کے بعد قائم کر سکا ہوں۔ وزیر مال صاحب نے یہ فرمایا کہ مسلم لیگ نے اس بل پر اس نقطہ نظر سے بحث کی ہے کہ اس کا مسلمانوں پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط فہمی پر مبنی ہے۔ میرے اختلافی نوٹ کے جن الفاظ سے وزیر مال صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے وہ یہ ہیں۔

"زمینداروں اور اسامیوں کے حقوق کے صحیح اور منصفانہ تصفیہ میں کسی دوسرے فرقہ کے بمقابلہ مسلمان زیادہ فکرمند ہیں کیونکہ کسی دوسرے فرقہ کے مقابلے میں ان کی بسر اوقات کا دارومدار ان کی اراضی پر ہے۔"

ان الفاظ کے معنی یہ تو نہیں ہیں کہ چونکہ مسلمان زمیندار زیادہ ہیں یا مسلم

کاشتکار کم اس لئے ایسا قانون مرتب کرنا چاہئے جس سے مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچے۔ میرے خیال میں ان الفاظ کا منشا صرف یہ ظاہر کرنا تھا کہ مسلمانوں کا بڑا ذریعہ معاش زمین ہے۔ مقابلتاً دیگر ذرائع معاش کے مثلاً تجارت ان کے پاس اس تناسب سے نہیں ہے۔ لہٰذا ان کو اس مسئلہ کے منصفانہ حل سے بیحد دلچسپی ہے۔ آگے چل کر اختلافی نوٹ میں یہ صاف تجویز کیا گیا ہے کہ اس مسئلہ پر معاشی نقطہ نگاہ سے ایک معقول اور غیر متعصبانہ طریقے سے غور کرنا چاہئے۔ نہ کسی سیاسی اور فرقہ وارانہ طریقے سے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو کچھ میں عرض کروں گا وہ خالص ہندی نقطہ نگاہ سے ہوگا۔

دوسری بات جو وزیر مال صاحب نے اپنی تقریر کے دوران میں فرمائی وہ یہ تھی کہ اختلافی نوٹ میں یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ باغدار کو حق انتقال دیگر جائدادوں کی گرفت مضبوط کر دی جاتی ہے۔ آپ نے سوال کیا کہ کیا آپ نافذ الوقت قانون سے واقف نہیں ہیں کہ آج کل بھی باغدار کو حق انتقال حاصل نہیں ہے۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس مجوزہ قانون کا مطلب یہی ہے کہ پرانا قانون قائم رکھا جائے۔ یا یہ ہے کہ پرانے قانون میں ایسی ترمیمات کی جائیں جو کاشتکاروں کے لئے زیادہ مفید ہوں۔ میں اس وقت حق انتقال کے جواز یا عدم جواز پر کوئی رائے ظاہر نہیں کرتا۔ میں تو یہ چند باتیں اس سلسلہ میں صرف اس لئے کہیں کہ وزیر مال کے اس اعتراض کی تردید کروں۔

شری موہن لال گوتم

میری غرض یہ ہے کہ محمد اسحاق صاحب کی جو ترمیم ہے وہ پہلے طے ہو جائے۔

صرف اس لئے ہے کہ ۳۰ ایکڑ زمین رکھنے والے کاشتکار کم ہیں تو ۳۰ ایکڑ کے بجائے ۱۵
ایکڑ قائم کیجئے۔ اس میں کوئی امر مانع نہیں ہے اور وہ تو ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ جو لوگ
شکمی کاشتکار ہیں اس وقت ہیں آپ ان کو کسی قسم کا استقلال دینا چاہتے ہیں یا
نہیں۔ مسئلہ تو یہ ہے کہ لاکھوں ایکڑ زمین جو ان کے قبضہ میں ہے کیا وہ ان سے
ہر وقت اور ہمہ وقت محروم کئے جا سکتے ہیں۔

ایک طرف تو آپ یہ کہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ کاشتکار جو سیر پر قابض ہے
وہ پانچ برس تک بیدخل نہیں کئے جا سکتے۔ دوسری طرف شکمی کاشتکاروں کے
متعلق ایسی دفعہ کو بے سود بتاتے ہیں۔ واقعی کیا آپ ایسا ہی سمجھتے ہیں کہ یہ بیکار
سی چیز ہے کہ شکمی کاشتکار ایک مدت معینہ ۳ برس یا ۵ برس تک بیدخل نہ ہو سکے
خود آپ دل پر ہاتھ رکھکر دیکھئے کیا ایسے کسانوں کی ہمدردی میں آپ کا دل نہیں
تڑپتا۔ بیک وقت دو رخی رہے گی۔ یہ تضاد میری سمجھ میں نہیں آتا۔ میں یہ سمجھ
رہا ہوں کہ یہ بات سب کچھ آپ کے حیطہ اختیار میں ہے۔ میں نے اس قسم کی ترمیم کی
نوٹس دی ہے منظور کیجئے یا خود اپنی اپنی جماعت کے کسی سوشلسٹ ممبر کے نام سے
ترمیم دلوا دیجئے کام ہونا مقصد ہے اور یہ بالکل غیر متعلق ہے کہ میری ترمیم ہو یا آپ
کی جماعت کے کسی فرد کی۔

میرا طبقہ اصل طبقہ کاشتکاروں کا ہے اس میں حین حیاتی اور دخیل کار کاشتکار
دونوں شامل ہیں یہ مشروط قانون ان کے لئے ضرور مفید ہے اور میں ان دفعات
کی پر زور تائید کرتا ہوں جو حین حیاتی اور ورثا حین حیاتی کاشتکار کو دخیل کار
بناتے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ تجاویز پیش کردہ ان کے بہت سے امراض کا علاج
پیش نہیں کرتی ہیں۔ ساہوکار اس کا بہت بڑا دشمن ہے کیا آپ نے ایسی تجاویز
پیش کی ہیں جن سے ان کی فصل کو مہاجن کے چنگل سے بچایا جا سکے۔ اگر پیٹ بھر
کھانے کو نہیں ملتا تو حق دخیل کاری سے کیا فائدہ۔ کیا آپ نے کوئی دفعہ ایسی رکھی
ہے جس سے ان کی فصلوں کا معتدبہ حصہ قرقی بعلت ڈگری دیوانی سے بری ہے

یہ تو یقینی آپ نے کہا ہے کہ زمیندار صرف ۱۲۰ قرقی کرا سکے گا لیکن میں پوچھتا
ہوں کیا کوئی اس قسم کا دفعہ اب نہیں رکھ سکتے ہیں کہ نصف حصہ فصل ڈگری
دیوانی میں نیلام ہونے سے بچ رہے۔ مجھ کو تو تعجب ہے کہ نوبت ہو گئی یا ہوگی
کی ہمدردی تو رگ و ریشہ میں سرایت کئے ہوئے ہے قلم کیوں رک گئے۔ چونکہ طبقہ
زمینداروں کا ہے ان کی کافی تعداد اس ایوان میں موجود ہے۔ وہ خود اپنی زبان
سے فرمائیں گے کہ ان پر کیا اثر پڑتا ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو مسودہ
قانون کو ان کے لئے متعلقہ مضر نہیں سمجھتا۔ میرا ووٹ دخلی کے متعلق جو دفعات
ہیں میں ان کے خلاف نہیں ہوں۔

آنریبل وزیر مال: کس کو خوشی امید کہتے ہیں۔

مسٹر ظہیر الحسنین لاری:

ان تجاویز کو جو آپ نے سیر اور بیدخلی کے متعلق پیش کی ہیں دیکھ میں
دو پریشان ہیں۔ آواز (پارٹی تو ایک ہی ہے)۔ جس طرح پنڈت جواہر لال نہرو اپنے
ذہنی رجحانات کی تائید میں تقریریں کرتے ہیں میں نہیں کر سکتا ہوں۔ کیا کانگریس
سوشلسٹ زمینداری کے انفساخ کی تائید میں تقریریں نہیں کرتے اور کیا کانگریس
پارٹی زمینداری کی تائید نہیں کرتی۔ کیا میں یہ سمجھوں کہ کانگریس میں دو پارٹیاں
ہیں۔ شاید یہ تو نہیں کہ سوشلسٹ اور دیگر کانگریسی سب ہی ایک خیال رکھنے والے
ہیں مگر موقع کے لحاظ سے کچھ افراد سوشلسٹ کے روپ میں جلوہ گر ہو کر دنیا کو
دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ واقعتاً ایسا ہی ہے۔ یہ تو صرف ایک
وقتی خیال ہے جو دھوکہ کی ایک صدا نے پیدا کیا اور میں امید کرتا ہوں کہ میرا
وسوسہ زیادہ دیرپا نہ ہو گا اور ہمارے سوشلسٹوں کا طرز عمل ثابت کرے گا کہ
وہ اپنے جذبات کے پکے اور کسانوں کے سچے ہی خواہ ہیں۔ ہم مسلم تو اجتماعیت
کے دلدادہ ہیں اور رہیں گے۔ زمینداری کی منسوخی کی ترمیم پیش کر کے امتحان

دے دیجئے لیکن ہمیں تو یقین ہے کہ گریز آپ ہی کریں گے ۔

آج اس ایوان کے سامنے ایک ایسا مسودہ قانون ہے جس کی درستگی اور
عمدگی پر ہمارے صوبہ کی خوشحالی منحصر ہے کون نہیں جانتا کہ ہندوستان دیہات
میں بستا ہے دیہات کی ترقی میں ملکی ترقی مضمر اور کسان کی خوشحالی میں ہماری
خوشحالی پوشیدہ ہے ۔ ایک ایسے قانون کے بنانے کے وقت ہمیں خالص قومی زاویہ نگاہ
اور خالص اقتصادی نقطۂ نظر بروئے کار لانا چاہیئے ۔

آج ہم یہ قانون بنا رہے ہیں ایسی چھوٹی باتیں جن کا مقصد محض دوسرے
پر اثر ڈالنا ہو بالکل دور رکھنا چاہیئے ۔ آیئے ہم اور آپ مل کر ایسا قانون بنائیں
جس سے زیادہ سے زیادہ آبادی کی بہبودی ہو ۔ اگر آپ اس قانون کو اس کے موجودہ
مسودے میں پاس کریں تو ممکن ہے ووٹر آپ کے قبضہ میں رہے اس لئے کہ اس وقت
اصل کاشتکار ہی ووٹر ہیں لیکن میں یاد دلانا چاہتا ہوں اگر آپ سمجھتے ہوں
کہ ملک اس بات کا متمنی ہے کہ ہر ایک بالغ کو ووٹ دینے کا حق دیا جائے ۔ اس
وقت کو سوچئے جب آپ کی اور ہماری یہ خواہش پوری ہو چکی ہو یہ نہیں ہو سکتا
خواہش ہر چہار طرف سے ظاہر کی جا رہی ہے ۔ ملکی جامعہ میں نے ۱۹۲۹ء کی اسمبلی
کے افراد نے انھوں نے ایسا قانون بنایا جس سے صرف ان ہی کے طبقہ کو فائدہ پہنچ
جاتا ہو کر آئندہ وہ نہیں کہیں کہ پہلی دفعہ سوراج کا نام لے کر جو منتخب اسمبلی میں
آئے انھوں نے بھی تنگ خیالی برتی اور صرف زمیندار کا مفاد سامنے رکھتے ہوئے پارٹی
کے مفاد کا خیال کرتے ہوئے ایسا قانون بنایا جو ان افراد کے لئے مفید تھا جن کا نام
خوش قسمتی سے ان زمینداروں کی فہرست میں موجود ہے اس لئے میں اس مرحلہ پر
مستقبل کے سوراج کا واسطہ دلا کر اپیل کرتا ہوں کہ آپ قانون کو جلد از جلد پاس
کرلیں لیکن خدا کے لئے ایسی ترمیمات کے بعد پاس کریں جس سے دیہات میں رہنے
والی کل آبادی کو فائدہ پہنچ سکے اور ہم دیہات میں جا کر فخر کے ساتھ کہہ سکیں کہ یہ

پہلی قسط ہے ان اصلاحات کی بہ حیثیت امین مفاد قوم ہم جاری کرنا اپنا فرض سمجھتے
ہیں اور سمجھتے رہیں گے ۔

کوئی چلا رہی تو کس پر چلا رہی، یہی وجہ ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو اس واقعہ کا علم
ہو جاتا ہے وہ صبح کے وقت ہیلے میں پہنچ جاتا ہے۔ دیکھ رہا ہے کہ جس جبر کا لگے
ہوئے سامنے ہے جس پر قابو نہیں پایا جا سکتا۔ وہ اپنے کو مجبور پاتا ہے لیکن میں نے
دیکھا ہے کہ وہاں سے دو میل کی دوری پر ایک قصبہ میں مسلمان بستے ہیں کیا وہ یہ سمجھے
تھے کہ یہ جو شعلہ بھڑک رہا ہے یہ ان گاؤں میں جائیگا اور آگ بڑھ جائے گی۔
جو وہاں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ تھے سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے۔ ان کے دماغ میں یہ نہیں
آیا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہیلے میں وقت کا تقاضا ہے اور سپرنٹنڈنٹ پولیس موجود
ہے۔ یہ معمولی سوچا اور سمجھ سکتا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ پولیس اس کا قائل ہی
نہیں بچاؤ نہیں کرتی گئی یا تو سپرنٹنڈنٹ پولیس جب آگیا دماغ ماؤف
ہو گیا۔ اگر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کا دماغ ماؤف ہو سکتا ہے
تو میں مان سکتا ہوں مگر ایسی حالت میں کیا وہ کسی ڈسٹرکٹ کا چارج لے سکتے
ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اس معقول بات کے وجوہات تھے کہ افسران
جلدی نہیں پہنچ سکتے تھے لیکن یہ کوئی عذر ہے گورنمنٹ نے پہلے سے انتظام
کیوں نہیں کیا۔ اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ وہاں کے افسران نے سازشی
حضرات کو دیدہ دانستہ برداشت کیا یا اس قدر غافل تھے کہ اس کا انتظام نہیں
کر سکتے تھے بہرصورت وہ اس کے ذمہ دار ہیں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ کچھ عورتیں سنتھال گئیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ باہر
کے لوگ آئے اور ظلم کیا اور چلے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ میرٹھ کے لوگ نہیں تھے تو
گورنمنٹ نے کیا ایجنسی پیدا کی ہے جس کے ذریعہ ان عورتوں کا پتہ لگایا جا سکے جو
یوپی کے باہر سے لائی گئیں یا وہ افراد پکڑے گئے جو شریک جرم رہے۔ میں پوچھتا
ہوں وہ کونسی تدابیر ہیں جن کے ذریعہ سے وہ ڈھونڈی جا سکتی ہیں اگر اس درمیان
میں وہ عورتیں ختم ہو گئیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کون سے اختیارات عمل
میں لائے گی جو ان تحقیقات میں امداد کر سکیں۔

آنریبل ہوم منسٹر:
سی آئی ڈی انکوائری کر رہی ہے اور بہت سی لڑکیاں واپس ہوئی ہیں۔

مسٹر ظہیر الحسنین لاری:
کوئی سی آئی ڈی صاحب اس میں کامیاب نہیں ہوئے ہیں جو افسران موجود
تھے اور جن کی غفلت سے یہ تمام واقعات ہوئے اب تک ان افسروں میں سے کسی کا
جواب طلب نہیں کیا گیا کیوں یہ کوشش ہو رہی ہے کہ جب تحقیقاتی کمیٹی آئے تو اس کے آنے
کے پہلے ایسی تدبیر کی جائے کہ جب وہ کمیٹی بیٹھے تو ایک گواہ بیان نہ ہو سکے۔ میں نے
اخبار میں پڑھا تھا کہ مرو حبیر کو گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ انکوائری کمیٹی بنائی
جائے لیکن اب تک اس بات کا اعلان نہیں ہوا کہ کون کون افراد اس کمیٹی کے ممبر
ہوں گے میرے ایک دوست نے کہا ہے کہ ان کا اعلان کا در عمل ہو سکتا ہے۔ چونکہ
گورنمنٹ اتنی ہی مجرم ہو جتنے کہ آپ ہیں۔ لیکن اگر آپ مرد حبیر کے فیصلہ پر عمل
کرنا چاہتے ہیں کہ ہم انکوائری کمیٹی بنائیں گے تو میں پوچھتا ہوں کہ تاخیر کیوں اختیار
گورنمنٹ کرتی ہے جو کہ آپ نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔ محض لوگوں کے عام کو دھوکہ
دینے کے لئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ تسلی تشفی کر سکتے ہیں مگر محض الفاظ سے نہیں
بلکہ انصاف اور عمل سے۔ اس لئے آپ تمام افسران کا تبادلہ کریں۔ دوسرا یہ کہ انکوائری
کمیٹی کے ممبران کو منتخب کرتے وقت نام مخالف ایوان کی بھی رائے لیں۔ مجھے شکایت
نہ ہوتی اگر میں سمجھتا کہ واقعی گورنمنٹ جو شخصی آزادی سب کو دینا چاہتی ہے اور وہ
گورنمنٹ جو جلوسوں پر پابندی عائد کرنا چاہتی ہے وہ گورنمنٹ جو اجتماعی جرمانے
لگانے کو تیار ہے وہ کچھ بھی نہیں کر سکتی۔ اجتماعی جرمانے کے متعلق کہا گیا ہے کہ
شاہجہانپور میں ۲۲ ہزار روپے جرمانہ لگایا گیا ہے لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی
کہ ٹنڈہ منگلور میں بھی صرف ۲۲ ہزار کا جرمانہ لگایا گیا اور شاہجہانپور میں بھی ۲۲
ہزار لگایا گیا تو دوسری طرف بھی ۲۵ ہزار لگا دو۔

میں یہ نہیں کہتا کہ شاہجہاں پور میں کیوں جرمانہ لگایا گیا۔ شاہجہاں پور میں
لگایا جانا چاہیئے۔ واقعات کو دیکھتے ہوئے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ شاہجہاں پور
میں کچھ ہوا ہی نہیں۔ چند ۲۲، ۲۳، ۲۵ یا ۵۰ جو کچھ بھی مارے گئے اس کے لئے ہمارا اپنا
سر شرم سے جھک جاتا ہے لیکن اجتماعی جرمانہ جتنا شاہجہاں پور میں لگایا گیا اتنا
ہی ڈسٹرکٹ میں رکھا تا کہاں کا انصاف ہے پھر بھی میں کسی شخصی باتوں کا ذکر کرنا
نہیں چاہتا ہوں میں تو چاہتا ہوں کہ آپ اسے سمجھیں کہ یہ زندگی کا مسئلہ ہے۔ عزت کا
مسئلہ ہے۔ روپیوں اور آرام کا مسئلہ نہیں۔ روپیوں اور آرام سے ان کا کوئی بدلا نہیں
ہوسکتا۔ اس لئے اگر آپ بھی چھوٹی باتوں سے لوگوں کے دلوں میں اپنا اعتماد قائم
کرنا چاہیں۔ اگر آپ بھی چھوٹی باتوں سے چاہیں کہ لوگوں کی تشفی کریں تو یہ ناممکن
ہے اس لئے گورنمنٹ کا یہ فرض اولین ہے کہ وہ لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کرے

صفحہ نمبر ۲۵۵ تا ۲۶۶ جلد ۲۸

کانگریس حکومت کی نااہلی اور مہنگائی

مسٹر ظہیر الحسنین لاری۔

جناب صدر میں سب سے پہلے اپنے دوست جہانگیر جنگی کو ان کی عمدہ اور
اعلیٰ خیالات سے بھری ہوئی تقریر اور بہترین جذبات کا اظہار کرنے پر مبارکباد دیتا
ہوں۔ مجھے امید ہے کہ جس آزادی سے انہوں نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے اسی کا
خیال کانگریس کے صف اول کے ممبران ضرور کریں گے جب یہ اسمبلی شروع ہوئی تو
میں نے یہ عرض کیا تھا کہ صوبہ کی غذائی اور اقتصادی حالت ایسی ہے کہ اس پر غور
کرنے کے لئے گورنمنٹ کوئی دن مقرر کرے میرا مقصد اس وقت یہ نہیں تھا کہ اس
موقع سے فائدہ اٹھا کر گورنمنٹ پر کسی قسم کی بوچھاڑ کروں۔ ہر شخص یہ تسلیم کرے
گا کہ یہ گورنمنٹ کا پہلا اور بنیادی فرض ہے کہ روزانہ کی ضروریات مہیا کرے کنٹرول
کی جو اہمیت ہے اس سے کوئی شخص کب انکار کر سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس مسودہ
قانون کے سلسلہ میں آپ یہ موقع ملا ہے کہ پچھلے دس برس کے اندر ملک کی جو غذائی

اور اقتصادی صورت رونما ہوئی اس پر تبصرہ کر سکیں۔ غالباً اسی جذبہ کے تحت
میرے دوست اسحاق صاحب نے ترمیم پیش کی ہے۔

آج جو گورنمنٹ دس مہینہ سے حکمراں ہے پہلی چیز جس پر ہمیں غور کرنا ہے
وہ یہ ہے کہ اپریل میں بھی کنٹرول تھا اس پر مختلف قسم کے اعتراضات کئے جاتے
تھے عام طور پر یہ کہا جاتا تھا کہ اصول اپنی جگہ تو اچھا ہے اسی وجہ سے ملک میں جاری
وساری ہے لیکن جو حضرات اور حکومت اس کو چلانے کے ذمہ دار ہیں عوام کے ہی
خواہ نہیں۔ یہ خیال تمام ملک میں پھیلا اور میرے خیال میں کانگریسی بھائیوں اور
ہم نے پبلک کے سامنے کہا کہ یہ تجارتی تکالیف چند روزہ ہیں ہمیں منتخب کرو اسمبلی
پر قبضہ ہونے دو۔ حکومت کی عنان ہاتھ میں آنے دو پھر تجارتی تکالیف بڑی
حد تک دور ہو جائیں گی۔ اس لئے سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ اس نو مہینے
کے اندر ملک کی حالت بہتر ہوئی یا بدتر۔ غذائی حالت سدھری یا خراب ہوئی
چیزیں زیادہ ملنے لگیں یا کمیاب ہو گئیں۔ چیزوں کے دام گھٹے یا بڑھے ظاہر ہے
کہ حکومت کی کامیابی یا ناکامی ملک میں امن وامان قائم کرنے ہی پر منحصر نہیں ہے
بلکہ زیادہ دوسرے اہم کام بھی حکومت کے ہیں۔ گورنمنٹ کا یہ قاعدہ رہا ہے اور
قومی حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ملک کی بہبودی کا خیال کرے اور قوم کو
خوشحال اور فارغ البال بنائے۔ جاڑے کے زمانہ میں کپڑے اور بچوں کے لئے غذا

ہمارے آج جن چیزوں سے سردی کا زمانہ ہے ہمیں سوچنا یہ ہے کہ ضروریات زندگی
کی فراہمی کے لئے سال بھر سے ہمارے وزیر اعظم صاحب کیا کرتے تھے کہ دیہات
والوں کی آنکھیں روشن ہو گئی ہیں کیا ان کے چہرے خوشگوار ہو گئے ہیں کیا ان کے
بدن پر اب کچھ زیادہ گوشت آ گیا ہے۔ اگر نہیں تو ہمیں ٹھنڈے دل سے طریقہ کار
پر غور کرنا چاہئے اور اگر آپ غور کریں تو پہلی چیز آپ کو یہ نظر آئے گی کہ اس وقت
ملک میں اپریل سے زیادہ چیزیں کمیاب ہو گئی ہیں۔ مجھے زیادہ زور دینے کی

ضرورت نہیں ہے آپ نمک کو لیجئے، کوئلہ کو لیجئے، کپڑے کو لیجئے، مسئلہ کو
لیجئے میں پوچھتا ہوں کہ کیا ان چیزوں کے بغیر گزارہ ہو سکتا ہے۔ کیا غریب
سے غریب انسان ان چیزوں کے بغیر گزارہ کر سکتا ہے کیا کوئی تعلقدار اور
بڑے سے بڑا امیر بھی ان چیزوں کی ضرورت محسوس نہیں کرتا اگر آپ ٹھنڈے
دل سے غور کریں اور وزیر اعظم صاحب ہمیں تعداد دیکھ کر بتلائیں کہ آیا اس
صوبہ میں اپریل ۱۹۴۷ء کے مقابلے میں زیادہ کپڑا موجود ہے۔ میں نے اپنے
ضلع میں دریافت کیا کہ بھائی بتلاؤ تمہیں کم سے کم کاغذ پر کیا چیزیں ملتی
ہیں اور یہ بات بتلائی جائے کہ واقعتاً دیہات میں کتنی تقسیم ہوتی ہے میرے
دیوریا کے ضلع میں ۲۸ لاکھ کی آبادی ہے اس کو چھ مہینے میں سو گانٹھیں کپڑا دیا گیا
ہے جس کو تقسیم کیا جائے تو وہ گز ہر سال میں آتا ہے۔ اگر آپ دیکھیں تو ۲۸ لاکھ کی
آبادی میں ۱۲ بورے چینی کے دیئے جاتے ہیں جس کو اچھے ذریعہ سے تقسیم
کر دیا جائے تو ایک چھٹانک فی مہینہ سے کم آتا ہے۔ مٹی کے تیل کے دس ہزار ٹن
دیئے جاتے ہیں جو ایک چھٹانک فی کس سے بھی کم پڑتا ہے۔ یہ سب کچھ بھی صرف
کاغذ پر ہیں۔ میں وزیر اعظم سے پوچھوں گا کہ جناب نے جو وعدہ فوڈ پروکیورمنٹ
کے مسئلہ پر تقریر کرتے ہوئے کیا تھا کہ کم سے کم دس گز فی انسان کپڑا مہیا ہو جائے
گا پورے کئے گئے۔ آج لکھنؤ اور بستی میں میرے دوست نے چار گز تک موجود نہیں
ہے پہلی چیز جو ہمیں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ اشیائے خوردنی اور ضرورت کی اشیاء
کی اپریل سے زیادہ قلت ہے۔ دوسری چیز جو ہمیں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ چیزوں
کے دام سو فیصد زیادہ ہیں۔

ان ہی دنوں ہمارے پارلیمنٹری سکریٹری صاحب کسی جگہ تشریف لے گئے تھے
دیوریا ہمارے ضلع میں ایک مقام ہے وہاں بھی تشریف لے گئے تھے وہاں بڑے بڑے
بیوپاری اور تاجر بیٹھے ہیں لیکن ان کی دوکانوں میں چاول اور گیہوں کا پتہ نہ تھا
کسی بھی دوکان میں اناج نہیں تھا اگر آپ دیوریا کے دیہات میں جائیں تو گھروں

مقدار میں کم روز نظر آتی ہے۔ یہی ہے جو آج کل ان کے لئے ذریعہ زندگی ہے۔ وہ
لوگ جو پہلے چاول اور گیہوں کے بجز دوسری چیز نہیں لے سکتے تھے وہ اب کم روز
پر بھی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ پہلے کہا جاتا تھا کہ ہندوستان دیہات میں بستا ہے
ہم دیہاتیوں کی بہبودی کے لئے مرتے ہیں۔ ہم ان کی حالت بہتر بنانے کے لئے جان
دیتے ہیں۔ لیکن ہم آج کیا پاتے ہیں شہروں میں ممکن ہے کہ تھوڑا چاول مل جاتا ہے
گیہوں بھی دستیاب ہو جاتا ہے لیکن وہی دیہات جن کے اوپر پہلے گورنمنٹ جان
دیا کرتی تھی آج اس دیہات میں معمولی چیزیں دستیاب نہیں ہوتی ہیں اس کے علاوہ
اگر آپ دیکھیں تو وہاں چیزوں کی قیمتیں بھی بہت بڑھ گئی ہیں ایک روپیہ میں ایک
سیر چاول مل رہا ہے۔

(آواز آدھا سیر مل رہا ہے)

ہمارے دوست نے فرمایا ہے کہ آدھا سیر مل رہا ہے۔ آپ ہمراٹ ہے سن چکے
ہیں کہ ایک روپیہ کا صرف ایک سیر نمک مل رہا ہے۔ چیزوں کی قیمتیں بجائے گھٹنے کے
کم سے کم ۵۰ فیصدی اور زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ فیصدی بڑھ گئی ہیں تو یہ دوسری
حقیقت ہے جو ہماری کابینہ کے پیش نظر ہونی چاہئے۔

تیسری بات قابل غور یہ ہے کہ کیا چور بازار ختم ہوا اس میں کمی ہوتی جاتی
وزیر اعظم صاحب نے تقریر کرتے وقت بتلایا تھا کہ وہ انسان ذلیل ہو جاتا ہے
وہ سوسائٹی بدنام ہو جاتی ہے جس سوسائٹی میں چور بازار پھلتے پھولتے ہیں اسے

تسلیم کرتا ہوں لیکن میں پوچھتا ہوں کہ چور بازار ختم ہو کر اس میں اضافہ ہوا۔

(ایک آواز۔ اضافہ)

میں سمجھتا ہوں کہ ہر انسان اور صداقت کا یہی خواہ یہ پکار اٹھے گا کہ آج
چور بازاری ترقی پر ہے۔ ابھی ابھی کہا گیا ہے کہ دو کروڑ کا کپڑا یوپی سے باہر چلا
گیا ہے۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ دیوریا بلیا اور غازی پور میں جو کپڑا مل جاتا ہے وہ
دریا کے اس پار ہو کر بہار میں چلا جاتا ہے۔ دور کیوں جائیے لکھنؤ میں دیکھئے

کہ اگر کوئی بھلا مانس یہاں پر چاہے کہ دیا سلائی مل جائے تو نہیں مل سکتی ہے
تھی تو آج کچھ پوچھئے ہی نہیں دیا سلائی تھی چار پیسے پہلے ہر دوکان پر نظر آیا کرتا
لیکن آج بڑے شہروں میں جا کر دیکھئے تو یہ کبھی کبھی دوکان میں نظر نہیں آتے
گا۔ میں تو الہ آباد کی حالت جانتا ہوں جہاں پر ایک دوکان کے بعد دوسری
دوکان پر جائیے گھنٹوں سفر کیجئے سول لائن میں جائیے چاہے چوک پر جائیے
لیکن کسی دوکان پر بھی نظر نہیں آتا لیکن اگر کوئی ایسا دوست آپ کو مل گیا
یا ایسا دوکاندار مل جائے جس کو یہ امید ہو کہ آپ سے زیادہ پیسے ملیں گے تو فوراً
دیا سلائی بھی حاضر کر دے گا۔ دقت یہ ہے کہ سامان تو موجود ہے لیکن وہ چور بازار
میں چلا جاتا ہے۔ چوتھی بات رشوت کی ہے اس کی کیا کیفیت ہے اس پر بھی
اگر غور کریں تو مجھے افسوس سے یہ عرض کرنا ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ گھٹے نہ صرف
بڑھا بلکہ اس کا دائرہ ان حلقوں میں چلا گیا جو پہلے اس سے پاک و صاف سمجھے جاتے
تھے میں اس سلسلہ میں نیشنل ہیرالڈ کے ایڈیٹوریل کا ایک حصہ پڑھنا چاہتا ہوں
تاکہ میرے دوست یہ دیکھ سکیں کہ اس وقت پارٹی بندی کے خیال سے کسی قسم کی
کوئی بات کرتا ہوں۔ جنوری میں ایک ایڈیٹوریل نیشنل ہیرالڈ میں نکلا تھا کانپور
تو وہ شہر ہے جہاں کی فضا رشوت خوری اور سرمایہ داری کی وجہ سے بہت گندی
ہے۔ وہاں سے حال ہی میں جو خبریں آئی ہیں تو اگر وہ صحیح ہیں تو ظاہر ہے کہ
سرمایہ دار منظم ہو گئے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی اپنی جماعت الگ ہی ہے۔
وہ بہت بے باک اور چالاک ہو گئے ہیں۔ ان لوگوں نے ایک خراب راستہ اختیار کیا
ہے آج سرمایہ دار چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا متوسط طبقہ ہو، رشوت خوری کی
رواج کی سب سے بڑی وجہ ہے ان کو اس بات کا یقین ہے کہ وہ تمام پابندیوں
سے بچ سکتے ہیں ان کو یقین ہے کہ وہ سیاستدانوں کو خرید سکتے ہیں سیاسی جماعتوں
کو کام چلانے کے لئے روپیہ دے سکتے ہیں روپیہ کی طاقت سے اخبارات پر قبضہ
کر سکتے ہیں۔ ان سرمایہ داروں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اسٹرائیکوں کو بھی

اپنی مرضی کے مطابق چلا رہے ہیں اور یہ دیکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ برائی کس
حد تک پہنچ گئی ہے۔

اب جو چیز پڑھتا ہوں اس کو میرے دوست سن لیں۔ کسی کانگریسی
کو سب سے پہلے عام لوگوں کی فکر ہونی چاہئے وزارت کی حمایت کرنے والے اس
اخبار کے پاس جو شکایتیں آئی ہیں ان کی وجہ سے اس کا ریڈرس فورم جس میں
شکایتوں کی بھرمار ہوتی ہے ایک مایوس کن کالم بن گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا
ہے کہ عام آدمی کو اپنے لئے سب طرف بڑی ہی مایوسی دکھائی دیتی ہے۔

The Congressman is primarily concerned with the common man and judging from the complaints which a paper like our supporting the ministry has received and which make our readers forum a depressing grouse Column. The common man seems to feel he is no where.

یہ میرے الفاظ نہیں ہیں مسلم لیگ آج یاد رہیں نہیں ہے مسلم لیگ کے
اخبارات اس صوبہ میں نہیں ہیں مسلم لیگ کے پاس کوئی طاقت نہیں ہے اگر یہ
مجھ کسی پر حملہ ہو سکتے ہیں تو وہ گورنمنٹ ہے جو آپ کا صوبہ پر مسلط ہے اور
یہ وہ اخبار ہے بلکہ آپ کی ہے آپ اس پر سوچئے کہ آپ کہاں تک بڑھ گئے
ہیں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ ملک اسمگلرز رشوت خوروں کے اسٹرونگ کو
خبردار کرتے ہوئے اس کے کہ آپ ان میں ایسی دیانتداری کا جذبہ پیدا کرتے
الٹے انہوں نے یہ کہا تو آپ کے اخبار یہ کہنے لگے کہ ہماری طرف بھی اس کا نقشہ
آگیا ہے تو ہمیں جو چیز بات کہہ رہا تھا کہ چونکہ اس کے کہ رشوت میں کچھ کمی ہوتی اس
میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور جیسا کہ ہمارے کسی اخبار نویس نے لکھا اور اس وقت
یوپی میں کنٹرول کے معنی ہیں چور بازار اور کنٹرول کے معنی ہیں رشوت
کنٹرول کے معنی ہیں نا اہلیت۔ یہ ساری چیزیں ہیں جن پر آپ کو غور کرنا چاہئے
کیا ان تمام باتوں کے لئے یعنی احساس کی کمی ان کی حقیقتوں کا بڑھ جانا چور بازاری

میں اضافہ رشوت میں ترقی کیا انسانوں کی خرابیوں کا نتیجہ ہے یا کچھ ہم اور آپ
بھی اس کے ذمہ دار ہیں۔ گورنمنٹ کو یہ سوچنا چاہئے کہ آیا وہ اس کی ذمہ دار
ہے یا نہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ گورنمنٹ باوجود ان تمام طاقتوں کے
رکھتے ہوئے ان تمام قوانین کے ہوتے ہوئے اگر وہ اس امر پر قادر نہیں ہے
کہ ملک کی ضروریات کو پورا کرے تو وہ یقیناً نااہل ہے اور اس الزام سے
وہ بچ نہیں سکتی۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم مجبور ہیں انسانی فطری خرابیاں
اس کی باعث ہیں۔ انسان انگلینڈ میں بھی بستے ہیں امریکہ میں بھی لیکن اگر آپ
قیمتوں کا اشاریہ اٹھا کر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ لڑائی کے کچھ دن بعد
وہاں مشکل سے ۵۵ فیصدی اضافہ ہوا ہے اور راشن کی چیزیں مقررہ مقدار میں
ہمیشہ دستیاب ہوتی ہیں۔ لیکن یہاں تو راشن کی دکانوں پر وہ چیزیں بھی نہیں
ملتی ہیں جو راشن کارڈ میں لکھی ہوتی ہیں۔ میں اپنے راشن کارڈ کی بابت جانتا
ہوں۔ بعض بعض ہفتوں راشن کارڈ سے چاول نہیں ملا۔ گیہوں نہیں ملا شکر
نہیں ملی جو یہاں پر یعنی لکھنؤ میں رہتے ہیں وہ بھی واقف ہوں گے اور جنھوں
نے باہر پڑھا ہے وہ جانتے ہوں گے کہ ملوں میں اور ملک کی کیا حالت ہے تو
ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ گورنمنٹ بھی اس کی ذمہ دار ہے یا نہیں تو پہلی چیز میں نے عرض
کیا کہ خود ان خرابیوں کا دور نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ گورنمنٹ کا نظام
خراب ہے۔ دوسری چیز مثالیں میں بتلاؤں گا۔ میں نے وزیر اعظم کو جولائی کے مہینہ

میں خط لکھا تھا کہ لاڑ قصبہ میں کیا بی کی یہ حالت ہے کہ وہاں راشن بندی کی ضرورت
ہے۔ ہمارے وزیر اعظم نے فوراً جواب دیا کہ پندرہ دن میں فیصلہ ہو جائے گا۔
لیکن اگست بیت گیا، اکتوبر بیت گیا، نومبر بیت گیا، دسمبر بیت گیا، جنوری بیت
گئی اور فروری آگئی لیکن ہم جہاں تھے وہیں رہے۔ پارلیمنٹری صاحب دورہ پر تشریف
لے گئے اور آپ نے فرمایا کہ وہاں بہار سے اناج فوراً منگوا لیا جائے گا لیکن فروری کا مہینہ
کو جب سپلائی کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تو مجھے معلوم ہوا کہ ابھی تو صرف لسٹ بنی ہے وہ

تو رہا ہے اور آپ نے جو وعدہ فرمایا تھا وہ ابھی تک پورا نہیں ہوا۔ میں نے ابھی ایک
مضمون پائنیر میں دیکھا کہ الموڑہ میں وزیر اعظم صاحب گئے وہاں پر مال گودام
میں تمام مال موجود تھا لیکن سواری کی کمی کی وجہ سے جہاں اس کی ضرورت تھی
بھیجا نہیں جا سکتا تھا اس بات پر ان کی توجہ دلائی گئی لیکن ہمارے لائق وزیر اعظم
جو فرمانبروں کی تلقین اور تقریر فرمایا کرتے ہیں وہاں پر آپ نے کہا کہ لوگ اپنے
کندھوں پر سامان لے جائیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا وجہ تھی کہ آپ ایسے ذرائع
پیدا نہیں کر سکتے تھے جن کے ذریعہ ضروری سامان وہاں پہنچ جاتا۔ میں عرض کروں گا
کہ آپ اگر جائزہ لیں تو آپ پر یہ روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ تمام
خرابیاں موجود ہیں ملک کی حالت سدھری نہیں ہے غریب جہاں پر تھے وہیں پر
ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے جاڑے اسی طرح بری حالت میں گزریں گے جس طرح
کہ ۱۹۴۶ء میں گزرے ہیں ہمارے دن رات ویسے ہی رہیں گے جیسے پہلے تھے تو میں
یہ عرض کروں گا کہ آخر کس بنا پر یہ گورنمنٹ کہہ سکتی ہے کہ مجھے مزید اختیارات
دئیے جائیں۔ اختیارات کا مقصد کیا ہے؟ اختیارات پہلے کے وافر ہو سکتے ہیں
کہ جو خرابیاں ہوں گی ان کو دور کیا جائیگا لیکن ہماری بدقسمتی ہے کہ باوجود تمام
اختیارات کے یہ گورنمنٹ اپنے فرض کی ادائیگی میں بالکل قاصر رہی ہے اس حکومت
کو سات مہینے ہو گئے لیکن چیزیں جہاں کی تہاں ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ کنٹرول ایک
ایسی چیز ہے جو ہر جگہ پر مناسب نہیں ہے جیسا کہ ہمارے معزز منسٹر نے جتلایا

ضروریات کے باعث ہم ان کو ماننے کے لئے مجبور ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے
کہ کیا ہم ایسی تدبیر کر سکتے ہیں یا نہیں جس سے یہ کنٹرول کا زمانہ ختم ہو۔
اب آپ یہ غور کریں کہ پبلک کہتی ہے کہ جب تک کنٹرول نہیں تھا آپ جانتے
ہیں ۱۹۴۰ء تک کنٹرول نہیں تھا کسی نے کوئی دقت محسوس نہیں کی باوجود اس کے
لڑائی ۱۹۳۹ء میں شروع ہوئی لیکن جب سے کنٹرول شروع ہوا تب سے حالت

بدتر ہونا شروع ہوئی۔ کنٹرول جہاں آتا ہے چیزیں بازار سے غائب ہو جاتی ہیں۔
تو آخر وجہ کیا ہے میں عرض کروں گا کہ گورنمنٹ کی اس مسئلہ میں ساری ناکامی رہی
ہے اور اس کی ایک وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس نے کوئی منظم طریقہ اپنے سامنے
نہیں رکھا ان کے سامنے صرف ایک نظریہ رہا وہ یہ کہ ٹیکس میں اضافہ کر دو اکتوبر
میں جو اضافہ تھا نومبر میں اس کا ڈیوڑھا ہو گیا اور دسمبر میں تین گنا۔ افسروں
کی ایک بھرمار ہے جو کنٹرول کا انتظام کرنے کے لئے تعینات ہو رہی ہے۔ لیکن
ایماندار جن کو کہتے ہیں وہ شروع سے آخر تک کہیں نظر نہیں آتے میں عرض
کروں گا کہ جب تک یہ کمی دور نہیں ہو گی جب تک یہ طریقہ اختیار نہیں کیا جائے
گا جس سے ہر پارٹی کے حضرات اور ان کی کوششوں کو ایک جگہ مل کر بروئے کار
لایا جائے آپ زیادہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ایک اور خرابی ہمارے نظام میں پیدا
ہو گئی ہے کہ راشنی دینے والی کمپنیاں جن کے سپرد ہو گیا ہے کہ وہ راشنی
جاری کریں واقعی ہم تو جانتے ہیں چور بازاری اور رشوت۔ ایک تحصیل میں
۷۰ خوردہ فروش تھے جب میں اپنی کمیٹی میں بیٹھا دیوریا ضلع میں تو ہمارے
ڈاکٹر بسی بھائی کہنے لگے کہ یہ تو بہت کم ہے ایک نے کہا کہ ۴۰ ہونے چاہئیں دوسرے
نے کہا نہیں ۳۰ باوجود کوشش کے ہر تحصیل میں تعداد خوردہ فروش کی ۵۰ تک
پہنچی اور جب تعداد اتنی ہو گئی تو نتیجہ یہ ہوا کہ ایک خوردہ فروش کو صرف دو روپے
ملنے لگے ایک مہینے میں اگر اس نے دو روپے بچائے تو اس کو کیا منافع ہوا۔
۴۔۵ روپے اس شخص سے آپ امید کرتے ہیں کہ وہ ساڑھے چار روپیہ کما کر ایک مہینہ
گزارے اور ایک مہینہ خدمت کرے کیا یہ ساڑھے چار روپیہ اس کی زندگی کیلئے کافی
ہیں کیا اس کے معنی یہ نہیں کہ آپ مجبور کرتے ہیں اس کو کہ وہ چور بازار میں جائے
اور اس ذریعہ اپنی روزی پیدا کرے۔ میں کسی کی ایمانداری پر شک نہیں کرتا میں
نہیں کہتا کہ اس میں کوئی بے ایمانی ہے مگر نتیجہ اس انتظام کا یہ ہے کہ رشوت
کا دائرہ مزید بڑھتا جا رہا ہے اس کے بعد آپ یہ غور فرمائیں گے کہ جیسا کہ ہمارے دوست

کی صوبوں کے بارے میں نے بیان کی گئی۔ آپ اس سے یہ سمجھ سکتے ہیں کہ کس قدر حفاظت کی ضرورت ہے۔

ایک کام یہ ہے اس میں فرض کیجئے کہ مسلمان بستے ہیں اور صوبوں کی آبادی ۲ فیصدی ہندو کی آبادی ہے۔ اور اس کے چاروں طرف ہندو آبادی ہے تو لائسنس کس کے منسوخ ہونے چاہئیں۔

ایک کھلی ہوئی بات ہے ظاہر ہے کہ جیسے ذکر ہو چکا ہے آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعظم صاحب کو جا کر پوچھ سکتے ہیں اور وہ اپنے بیان کی مثالیں پیش کر سکتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کی ایسی غیر ذمہ داری ہے جس کو بعض افسران اسے زیادہ طور پر استعمال کرتے ہیں۔

تیسرے گرفتاری اور حراست کا ذکر دوسرے مقرر کے سلسلے میں ہو سکتا ہے لیکن میں دکھلانا چاہتا ہوں کہ بہت سی گرفتاریاں ہوئی ہیں میرے دوست مسٹر اسحاق خان یہاں بیٹھے ہیں ان کا ذاتی تجربہ ہے میرا کوئی تجربہ نہیں ممکن ہے وہ کچھ بولیں ہر ایک آدمی ہر ایک ممبر تجربہ سے رائے قائم کر سکتا ہے اسمبلی کے ممبران کو افسوس ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں ہر ایک ممبر سمجھتا ہے کہ کون انسان کس قسم کا ہے ایک انسان مولوی عبدالباقی ہیں آپ نے یہ محسوس کیا ہوگا کہ وہ ایک ایسا انسان ہے کہ اگر کوئی اسے ڈانٹ دے تو وہ اس کو الٹا ڈانٹنے کی ہمت بھی نہیں رکھتے اتنا حوصلہ ور آدمی ہے کہ آپ نے بھی محسوس کیا ہوگا لیکن وہ گرفتار کئے گئے الزام یہ تھا کہ انہوں نے پاکستان کے لئے فوج تیار کی ہے۔ میرے دوست خان صاحب یہ نہیں آتا کہ مولوی عبدالباقی ایسے آدمی پاکستان کے لئے فوج تیار کر سکتے ہیں اگر یہ سچ ہے تو انہیں فوراً گرفتار کر لینا چاہئے اگر کوئی آدمی ہندوستان میں پاکستان کے لئے فوج تیار کرتا ہے تو اس سے زیادہ کوئی گناہ نہیں۔ لیکن سنئے کیوں ہوا کسی اخبار نے نکال دیا کہ وہ ایسا کر رہے ہیں۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو وہ نوٹ دکھایا گیا ان کے سامنے یہ کٹنگ پیش کیا گیا ہے۔ انہوں نے کچھ غور نہیں کیا فوراً گرفتار کر لیا۔ ان اختیارات کے ماتحت جو ہم نے منظور کئے ان کو، جو خدا کی مہربانی کی وجہ سے جلد ختم ہونے والا ہے۔ میرے پاس ان کا بیان ہے انہوں نے لکھا ہے کہ کلکتہ میں ایک میں ہی مزدور ہوں اور صرف کے حامی ہیں اور اس کے لئے انہوں نے جیسی آزادی بھیجے تھے اور وہ لوگ واپس بھی آگئے۔ کلکتہ آنا ممکن نہیں ہے۔ آپ کے سامنے مجھے مثالیں ہیں سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ کی پالیسی ان کے متعلق کیا ہے۔

میں ایک دوسری بات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں میں نام نہیں لوں گا بہت سے افسران کے متعلق ایسی شکایتیں ہیں لیکن اصولاً بیان کرتا ہوں۔ ایک کلکٹر کے متعلق یہ شکایت ہے کہ سنہ ۱۹۴۰ میں جب ہندو مہاسبھا کا جلوس نکلا تو اس کے آگے ہاتھی پر وہ سوار تھے۔ سنہ ۱۹۴۱ میں آر ایس ایس کی ریلی ہوئی ایک ہائی اسکول میں اس میں وہ بھی شریک تھے وہ ایک آرڈیننس کون تھے میں نام نہیں بتلاتا میں عرض کروں گا کہ انہوں نے خود کوشش کی اور تشریف لے گئے اس جگہ جہاں جانا کا ان کی تعریف میں جلسہ ہوا۔ انہوں نے کہا کہ فلاں آدمی کو بولنے کا موقع دیا جائے۔ اس پر کانگریس کے لوگوں نے کہا جس کو ہم چاہیں گے اس کو بلائیں گے وہ گئے تھے اس مقصد کے لئے کہ فلاں شخص کو بولنے کا موقع دلائیں۔ میں عرض کروں گا کہ جب ایسے افراد موجود ہیں جنہیں یہ سکتا کہیں ہیں ہر ہے بہت سے جیتے ہیں مجھے بہت سے افسروں کے بارے میں کوئی شکایت نہیں ہے لیکن ایسے افسران بھی ہیں جو متعصب ہیں جنہوں نے عملاً اس بات کا اظہار کیا ہے کہ ان کا تعلق کسی نہ کسی گروپ سے ہے۔ ایک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہیں نوجوان ابھی ایڈیشنل مسٹر [illegible] سے ہیں۔ [illegible] کے نوجوان مجھ سے ملنے چلے آتے ہیں تو وہ کلکٹر جو مہاسبھا کے جلسہ میں شریک ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تم ان سے کیوں ملنے گئے تم کو معلوم نہیں وہ اپوزیشن کے ہیں۔ اگر ایسے افسران موجود ہیں جن کے خیال میں یہ ہے کہ لیڈر آف اپوزیشن سے نہیں ملنا چاہئے تو وہ پارٹی کے مددگاروں کے ساتھ کیا کرتے ہوں گے۔ اب آپ غور فرمائیے۔

سنہ ۱۹۴۴ میں جو گورنمنٹ آئی ان کو خیال ہوا کہ ایم ایل اے قیدیوں سے ملا کریں گے اس لئے انہوں نے یہ قاعدہ بنایا کہ ہر ایم ایل اے نہیں مل سکے گا۔ بلکہ دو خاص آدمی ملا کریں گے۔ اس لئے مجھے فرسٹ کلاس ممبر نہیں بنایا گیا بلکہ ایک خان بہادر اور ایک رائے بہادر کو بنایا گیا۔ اب جب یہ گورنمنٹ آئی ہے تو ایک خاص پارٹی کے نمائندے رکھے جاتے ہیں۔ لیکن دوسرے کے لئے جو اپوزیشن کا ہو خواہ کتنی ہی دلچسپی رکھتا ہو موقع نہیں دیا جاتا اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک پارٹی کو بڑھانا ہے اور دوسرے کو گرانا ہے۔ اس وقت اظہار کا موقع ہے اس لئے ہم ظاہر کر دیں۔ بہت سے افسران جو متعصب ہیں وہ صاف صاف کہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کی پالیسی یہ کبھی نہیں ہو سکتی کہ کسی کو بلا وجہ گرفتار کر لیا جائے۔ ان کو ملک میں اس طرح کا برتاؤ کرنا

نے اس کو اس قدر طول دیا کہ اس میں انہوں نے تین مہینے لگا دئے۔ انہوں نے اس کا Summary Trial کیا اور ہر ایک واقف کار جانتا ہے کہ سرسری مقدمہ میں تین مہینے سے زیادہ سزا نہیں دی جا سکتی لیکن جب انہوں نے اس کا فیصلہ سنایا تو ہر ایک کو ایک ایک سال کی سزا دی۔ ملزم بیچارہ فوراً اپیل بھی نہیں کر سکا بعد کو اپیل منظور ہوئی اور ملزم رہا ہو گیا لیکن آپ غور کیجئے کہ ایک ملزم چار مہینے جیل میں رہا تو قانون کے لحاظ سے تین مہینے سے جو زیادہ رہا وہ حبس بیجا تھا اور اگر اس ملزم کے پاس دولت ہوتی تو نالش کرتا۔ وہ اسی مجسٹریٹ پر مقدمہ فوجداری دائر کر سکتا ہے۔ میں نے تو وہ مثال دی ہے جو ابھی ہوئی ہے ہر ایک مثال میں لایا نہیں جا سکتا۔ میں نے یہ مثال اس وجہ سے دی ہے کہ یہ تمام اس قسم کے مقدمات جو جوڈیشل افسر نہیں کرتے ہیں لیکن ایسے ایس ڈی او کے پاس جاتے ہیں جن کے پاس کام نہیں ہے وہ مشکل وہ مقدمات دور سے پیش کرتے ہیں اور اپنے اختیارات سے باہر کی بھی سزا دے دیا کرتے ہیں۔ اس قسم کے جو جوڈیشل افسر جو کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے ماتحت ہیں ان کو انتظامی معاملات کو بھی دیکھنا پڑتا ہے اس لئے جب تک آپ کے انتظامی شعبہ اور عدالتی شعبہ کی علیحدگی نہیں کرتے ہیں جو مقدمے واقعات کی سماعت کرتے ہیں ان کو آپ انتظامی شعبہ سے بالکل علیحدہ نہیں کرتے ہیں آپ یہ نہیں کرتے ہیں کہ صرف جوڈیشل افسر ہی مقدمات کریں گے اور وہ جوڈیشل افسر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے ماتحت میں نہیں ہوں گے ان کی ترقی تبادلہ اور رخصت وغیرہ سیشن جج کے ماتحت ہوں گے آپ صرف یہ آزاد نہیں کر سکیں گے اس کے مقصد کو اور ٹھیک طریقہ سے صحیح معنوں میں اس کو ایسا مسودہ قانون بنا دیا جس سے شروع سے آخر تک عدالتی اور انتظامی شعبوں میں بالکل علیحدگی ہو جائے اور صحیح طور پر اس صوبہ میں انصاف ہو سکے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ جہاں تک اس بل کے اصول کا تعلق ہے اس سے موافقت کرتا ہوں لیکن ساتھ ہی استدعا کرتا ہوں کہ جس حالت میں ہے۔ اس حالت میں یہ پاس کیا جائے صرف ایک نمائش ہو سکتی ہے لیکن صحیح علاج نہیں ہو سکتا جو تجویز کا طریقہ ہے وہ صرف یہ ہی ہے کیا تھا اس کی ایف آئی صرف اس حد تک کی جا رہی ہے۔ بڑے بڑے مقدمات کی اپیل اسسٹنٹ سیشن جج کے یہاں ہو رہی ہے اگر صرف آپ کو بنا کر کوشش رکھا ہے کہ

ہم نے اختیار کر دی تو آپ موجودہ قانون کو اسی طریقہ سے رکھ سکتے ہیں مگر بہتر ہے کہ آپ سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیں اور صحیح معنوں میں انقلاب اور عدالتی شعبوں کی علیحدگی کر دی جائے اور وہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ آپ عدالتی اختیارات کو دیوانی امور تک محدود کر دیں گے تاکہ کوئی ایگزیکٹیو افسر مقدمات نہ کر سکے۔ بہت سی جگہوں میں یہ قانون موجود ہے کہ کوئی ایگزیکٹیو افسر کسی قسم کا عدالتی فرض انجام نہیں دے سکتا۔ ایک دفعہ یہ کے دور میں وزیر اعظم نے فرمایا تھا کہ ہم اس قسم کا کوئی بل نہیں لا سکتے۔ میں نہیں سمجھتا کہ انہوں نے یہ کیسے فرمایا بل کو ایک سابقہ اجازت کی ضرورت ہوگی ورنہ آپ ایسا کر سکتے ہیں منظوری حاصل کرتے ہیں اور پھر تو یہ ایسا اصول ہے جو مسلمہ طور پر ہر شخص تسلیم کرتا ہے اس لئے میں عرض کروں گا کہ اس بل کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ اسٹوڈنٹ کمیٹی کی رپورٹ موجود ہے صاحب نے ایک اسکیم بنائی تھی وہ بھی موجود ہے اس سے اور بھی زیادہ سلیکٹ کمیٹی اس بل پر غور کر کے صحیح معنوں میں مسودہ قانون بنا کر ایوان کے سامنے پیش کر دیں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ یہ مسودہ قانون سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے۔

سر تیج بہادر سپرو اور شیخ حبیب اللہ

جلد ۵۵ یوپی اسمبلی کارروائی مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۴۹ء

محترم اسپیکر صاحب۔

سر تیج بہادر سپرو کا انتقال میرے نزدیک ایک ادارے کا ختم ہونا ہے۔ وہ ایک خاص نظریہ کے مالک تھے اور متحدہ ہندوستان میں جو خوبیاں انگریزی حکومت سے مخصوص ان کے وہ مظہر تھے۔ سر تیج نے بحیثیت ایک ڈپلومیٹ شہرت حاصل کی بحیثیت ایک اسمبلی کے ممبر کے وہ دنیا میں مشہور ہوئے خاص کر راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں جو انہوں نے شہرت حاصل کی وہ محتاج بیان نہیں۔ لیکن میرے نزدیک ایک خاص نقطہ سے وہ ہندوستان میں یکتا تھے اور میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس چیز کو سامنے رکھا جائے تو ان کی موت ایک ایسا نقصان ہے جس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ میرا مقصد یہ ہے کہ وہ اور ان کا نظریہ ہر طرح کے فرقہ وارانہ جذبات سے خالی تھا اور حقیقی معنوں میں ہندوستان کے سارے بسنے والے شہریوں کے جذبات کا خیال کرتے تھے اور ان کو برتتے تھے۔ انہوں نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ ہندوستان کا ہر باشندہ ان پر پورے طور پر بھروسہ کر سکتا تھا۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ ایسی خوبیوں کے ساتھ ہندوستان میں مشکل سے ایسے افراد پیدا ہوتے ہیں اور مشکل ہی ایسے افراد پیدا ہوا کرتے ہیں ان کی ذات مستحق ہے اور جیسا کہ ہمارے وزیر اعظم صاحب نے فرمایا جو ان کے خیالات تھے خواہ آپ ان کو کسی نقطۂ نظر سے دیکھیں وہ ہر طبقے کی بہبود کی خواہش کیا کرتے تھے اور ان کو بہتر سمجھتے تھے وہ پورے قوم پرست تھے۔ اگر آپ ہندوستان کی پچھلی تیس سال کی سیاسی زندگی پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جب کبھی کانگریس کے خلاف گورنمنٹ نے کوئی قدم اٹھایا ہے جو ناانصافی پر مبنی تھا تو وہ ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ وہ بہت عرصہ تک مرض میں مبتلا رہے اور بالآخر وہ اس سے شفا نہ پا سکے۔ ہمیں ان کے خاندان کے ساتھ پوری ہمدردی ہے۔ بلکہ ہمیں

اپنے ساتھ ہمدردی ہے اور اپنے ساتھ ہمدردی برتنا لازمی ہے اس لئے جو تجویز وزیر اعظم صاحب نے پیش کی ہے میں اس کی تہ دل سے تائید کرتا ہوں۔

مرحوم شیخ حبیب اللہ صاحب سے ہم میں سے بیشتر اصحاب واقف ہیں اس سے پہلی والی اسمبلی کے وہ ممبر رہ چکے ہیں ان کی بیگم صاحبہ آج بھی اس ایوان کی ممبر ہیں شیخ صاحب ان لوگوں میں سے تھے جو کافی Realist واقع ہوئے تھے ہر مسئلہ کو اس نظر سے دیکھتے تھے کہ کیا ہم حاصل کر سکتے ہیں اور کیا ہم حاصل نہیں کر سکتے۔ وہ اپنے عمل میں پکے تھے میں نے ہمیشہ دیکھا کہ انہوں نے ایک درمیانی روش اختیار کی۔ وہ دل کے سچے تھے کسی سے کوئی کھوٹ نہیں رکھتے تھے کسی قسم کے غصہ کا اظہار وہ نہیں کرتے تھے حیثیت سے ایسے اصحاب اس ایوان میں ہوں گے جن سے انہیں سیاسی اختلاف تھا لیکن یقین سے کہہ سکتا ہوں ہر شخص ان کی خوبیوں کی تعریف کرتا تھا۔ مجھے بیگم صاحبہ سے پوری پوری ہمدردی ہے جیسا ان کے بچوں سے ہے میں اس تجویز کی جو پریمیئر صاحب نے پیش کی ہے تائید کرتا ہوں اور آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ پورے ایوان کے جذبات ہمدردی ان تک پہنچا دیں۔

بھوک ہڑتال

جلد نمبر ۳۰ یو۔پی۔ اسمبلی کارروائی صفحہ ۳۰ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۴۹ء

محترم اسپیکر صاحب

جو تجویز کہ میں پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں اس کی اہمیت سے میں سمجھتا ہوں کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ اس وقت مسٹر سبھیلن لال سکسینہ جو ایوان کے کچھ دن پہلے ممبر رہ چکے ہیں اور جو آج دستور ساز اسمبلی کے ممبر ہیں اور جو خود کانگریس کے بہت بڑے کام کرنے والے ہیں وہ اور ان کے تین اور ساتھی جن کا تعلق سوشلسٹ پارٹی اور انقلابی سوشلسٹ پارٹی سے ہے وہ ۲۲ فروری سے بھوک ہڑتال کئے ہوئے ہیں۔

ان کی یہ بھوک ہڑتال کسی ذاتی غرض کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ انہوں نے اس پالیسی کے خلاف اختیار کی ہے کہ جو پالیسی آج ہماری گورنمنٹ نے اختیار کی ہے۔ ایوان کے ممبروں کو یہ معلوم ہوگا کہ انہوں نے دو متعلقہ مانگیں جیسی کہیں پیش کی تھیں کہ Nimbalkar Award میں جو کچھ بھی رکھی گئی تھیں ان کے اوپر عملدرآمد کیا جائے اور دوسری یہ تھی کہ مزدوروں کی نمائندہ جماعت کا نمائندہ ورکس کمیٹی میں ہو یہ صرف دو ان کی مانگیں تھیں چونکہ ان کے یہ مطالبات نہیں مانے گئے اور انہوں نے یہ طے کیا تھا کہ وہ لوگ ۲۲ فروری سے بھوک ہڑتال شروع کر دیں گے لہذا ان کی یہ بھوک ہڑتال وجود میں آئی۔ جبکہ انہوں نے یہ دیکھا کہ مزدوروں کے لئے جو جائز طریقہ اسٹرائیک کا ہو سکتا ہے اس کو گورنمنٹ نے خلاف قانون قرار دے دیا ہے اور اگر مزدور ہڑتال کریں گے تو ان کو کافی تکلیف ہوگی۔ اس چیز کے خلاف انہوں نے یہ بھوک ہڑتال شروع کی۔ انہوں نے یہ ہڑتال جنتا کی توجہ اس طرف رجوع کرنے کیلئے کی ہے لیکن خاص کر اس ایوان کے ممبروں کی توجہ کھینچنے کیلئے انہوں نے ایسا کیا ہے جہاں تک اس تجویز کا سوال ہے ہر شخص کو یہ معلوم ہے کہ چار مخصوص کی جان کا سوال ہے اور اس کا اثر جنتا پر بہت ہی بڑھ رہا ہے اور ہر طرح سے اندیشہ ہے اگر ان لوگوں کی جان تلف ہو جائے تو اس کا آنا بڑا اثر پڑ سکتا ہے

جو گورنمنٹ کے لئے بہت نقصان کا باعث ہوگا اس کا اثر چینی ملوں کے مزدوروں پر پڑے گا اور پھر سارے صوبے کے مزدوروں پر پڑے گا اور صوبے کی ساری جنتا پر اس کا بہت ہی خطرناک اثر پڑے گا اور اس سے جو حالت پیدا ہو جائے گی اس کو ٹھیک کرنا گورنمنٹ کیلئے بہت ہی مشکل ہوگا ایسی حالت میں ہمارا سب کا یہ فرض ہے کہ جس طرح سے بھی ممکن ہو ان لوگوں کی جان بچائی جائے اور کوئی راستہ اس طرح کا نکالا جائے کہ جس سے اس کا کوئی حل نکل سکے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہاؤس اس بات پر غور کرے تو کوئی نہ کوئی حل اس مسئلہ کا نکل آئے گا کسی طرح سے بھی ہو ہمیں ان کی جان بچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر یہ ایوان اس مسئلہ پر غور کرے تو کوئی حل اس کا ضرور نکل سکتا ہے۔

مزدوروں کے ساتھ زیادتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ۳۵ یو پی اسمبلی کارروائی صفحہ ۳۵

جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب

مجھے افسوس ہے کہ میں اس تجویز کی جو جناب وزیر اعظم صاحب نے پیش کی ہے تائید نہیں کر سکتا۔ ایک ایسا قانون جسے پہلے کالا قانون کہا جاتا تھا اور جسے دوسری پارٹی والے اب بھی کالا قانون کہتے ہیں اس کی مدت کے اضافہ کے لئے یہ تجویز کی گئی ہے۔ جو وجوہات ہمارے وزیر اعظم صاحب نے پیش کی میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے قانون کی میعاد میں توسیع کے لئے کافی نہیں۔ پہلی وجہ جو انہوں نے بیان فرمائی وہ یہ ہے کہ آر ایس ایس ایک غیر قانونی جماعت قرار دی جا چکی ہے اور ان افراد سے یہ اندیشہ ہے کہ وہ ایسی کارروائی نہ کریں جو امن قائم کرنے میں خلل ڈالیں۔

اگر ایک جماعت خلاف قانون قرار دی گئی ہے تو اس جماعت کا ممبر ہونا ہی جرم ہے اور گورنمنٹ کو یہ حق ہے کہ وہ معمولی قانون کے ماتحت ان ممبران کے

خلاف وہ تمام کارروائی کر سکیں جو امن و امان کے قائم رکھنے کیلئے اس کی نظر میں ضروری ہوں۔ جب ملک کا معمولی قانون اس بات کا اختیار دیتا ہے کہ گورنمنٹ ان پر مقدمہ چلائے اور یہ ثابت کرے کہ وہ اس جماعت کے ممبر ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ عدالت سے بری ہو سکیں اور ملک میں کسی قسم کا تفرقہ پیدا کر سکیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ وجہ اپنی جگہ پر بالکل ناکافی ہے۔ دوسری وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ کمیونسٹ کی پالیسی اس قسم کی ہے جس سے ملک میں خرابی پڑنے کا اندیشہ ہے میں پوچھتا ہوں کہ کیا گورنمنٹ نے کمیونسٹ پارٹی کو خلاف قانون جماعت قرار دیا ہے۔ اگر گورنمنٹ کے پاس اس بات کے مواد موجود ہیں کہ اس جماعت کا موجود رہنا ملک کے مفاد کے لئے نقصان دہ ہے تو گورنمنٹ کا یہ فرض ہوتا ہے کہ جماعت ناجائز قرار دی جائے اور پھر ایک ناجائز جماعت کے فرد ہونے کی حیثیت سے جو کارروائیاں اس جماعت کے ممبران کے خلاف کی جا سکتی ہیں وہ کی جا سکیں گی۔ میں یہ عرض کروں گا کہ سب سے پہلے ہمیں یہ غور کرنا ہے کہ یہ قانون ۴۷ء میں بنا کس مقصد کیلئے تھا۔ اس وقت جب ہوم منسٹر نے یہ قانون پیش کیا تھا کیا دلائل تھے ہمارے سامنے۔ وہ تقریر آنریبل منسٹر کی موجود ہے۔ جو ۱۱ جنوری ۴۷ء کو اس مسودہ قانون کو ایوان کے سامنے پیش کرتے ہوئے کی تھی۔ انہوں نے صرف ایک وجہ بیان کی تھی۔ جیسا کہ میں نے ان کے الفاظ سے بھی اور جیسا کہ اس ایوان کو معلوم ہوگا۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہمارے صوبے کے مختلف حصوں میں فسادات ہو رہے ہیں اور ان کو روکنے کے لئے ہمارا قانون کافی نہیں اور اس وجہ سے یہ آرڈیننس جاری کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ حضرات اس ایوان کے ممبران کو معلوم ہے کہ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ فرقہ وارانہ فسادات رونما ہو رہے تھے اور ملک کے تمام بسنے والوں میں آپس میں اختلافات موجود تھے ان اختلافات کی وجہ سے اس کا اندیشہ کیا

جا سکتا تھا کہ ایسے فسادات رونما ہو جائیں گے جن کو پورے طور پر قابو میں نہیں
لا سکیں گے اس لئے یہ قانون بنایا گیا۔ آج دو برس کے بعد ہم ایسی فضا میں
ہیں کہ فرقہ وارانہ حالات درست ہو گئے ہیں اور فسادات کے رونما ہونے کا
کوئی خطرہ نہیں ہے۔ بہرحال جس وجہ سے یہ قانون بنایا گیا تھا وہ وجہ
ختم ہو چکی ہے۔

اس قانون کی دفعات پر اگر آپ نظر ڈالیں گے تو اس نتیجے پر پہنچیں گے
کہ اس کے ذریعے سے انسانی آزادی بلکہ عملی اور قومی آزادی بھی ختم ہو جاتی ہے
صرف یہی بلکہ جو شخص کسی شخص کو قید اور حراست میں لے لیتا ہے۔ جو شخص
کسی فرد کی آزادی کو اپنے حکم سے ملیا میٹ کر دیتا ہے اس فرد کو یہ اختیار دیا جاتا
ہے کہ وہ نظر ثانی کرے کہ اس شخص کو جیل اور اس کے احاطہ پر پابندی
لگانے کی کافی وجوہات ہیں یا نہیں اس کے تو معنی یہ ہوئے کہ جو پہلے زیر بحث ہے
وہی جج بھی ہے۔ میں نے پچھلی دفعہ اس ایوان میں یہ عرض کیا تھا کہ کم سے کم آپ
اس میں یہ تبدیلی کر دیں کہ جب کسی کو [illegible] کریں تو اس کو حق ہو کہ ایک
نیم عدالتی ٹریبونل کے سامنے آپ اپنا معاملہ رکھ سکے۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ ایک
ہائی کورٹ کا جج ہو جسے یہ اختیار ہو کہ وہ ان اعتراضات پر غور کرے جو [illegible]
نے پیش کئے ہوں اور ان معاملات پر گورنمنٹ کو مشورہ دے کہ وہ احکام اور
الزامات جو عائد کئے گئے ہیں وہ حق بجانب ہیں یا نہیں مجھے معلوم ہے۔ کہ
وزیر اعظم صاحب نے کہا تھا کہ میں وعدہ نہیں کرتا یہ معاملہ قابل غور ہے۔ آج
جب اس قانون کی میعاد ختم ہوتی ہے بجائے اس کے کہ یہ کوشش کی جاتی کہ
اس مسودہ قانون کو اس ایوان کے سامنے پیش کیا جائے جس میں یہ رعایت
[illegible] کو دی جائے کہ وہ عذر پیش کر سکے اور اس کی حفاظت ہو سکے۔
پرانے قانون میں توسیع میعاد جاری کی جاتی ہے۔ میں اس موقع پر آپ کی توجہ
اس قانون کی طرف دلاتا ہوں جو اس ایوان میں ۱۹۴۸ء میں جب بازاری کے

کے لئے پاس کیا تھا آپ اس سے قبل کہ اس کے متعلق کچھ کہوں میں آپ سے پوچھنا
چاہتا ہوں کہ اس وقت اس ملک کا دشمن کون ہے۔ زبردست دشمن کون
ہے۔ آیا وہ شخص جو کہیں تقریر کرتا ہے اور نظام اور طریقہ حکومت بدلنا اس کا
مقصد ہے یا وہ شخص زیادہ دشمن ہے جو بلیک مارکیٹنگ کر کے اقتصادیات میں
ان بن پیدا کرتا ہے اور کمیونزم کو پھلنے پھولنے کا موقع دیتا ہے جس کی وجہ سے نظم
برہم ہو جاتا ہے۔ آپ ٹھنڈے دل سے غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جو لوگ
کسی منسٹر پر اعتراض کرتے ہیں اسٹرائیک کراتے ہیں ان انسانوں سے جو کھانے اور
کپڑے کو بازار سے ختم کر دیتے ہیں اور دنیا کے بسنے والوں کو اور خود پارٹیوں کو مجبور
کرتے ہیں کہ وہ پارلیمنٹری طریقے کو چھوڑ کر ڈائرکٹ طریقوں کو اختیار کریں کم ہوتا ہے
میں کہتا ہوں اس پرانے مجرم کو پکڑنے کے لئے آپ نے جو قانون بنایا تھا اس میں کیا
رکھا تھا۔ میں آپ کو دفعہ ۸ تا ۱۰ کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ دفعہ یہ تھی:

Within two weeks after an order under clause (3) of subsection (1) has been made, the provincial government shall communicate to the person affected thereby the grounds on which the order has been made and such person may at any time, thereafter make representation in writing to the provincial Government.

اب دفعہ ۹ اور ۱۰ کو دیکھئے:

9(1) The Provincial Govt. may for the whole or any part of province by notified order constitute special tribunals which shall consist of three members appointed by the provincial government.

(2) No person shall be appointed as a member of special tribunal unless he;

(a) If qualified under sub-section (3) of section 220 of the Govt. of India Act 1935 as adopted by the India (Provincial Reconstitution) Order 1947 for appointment as a Judge of the High Court or

(b) has for a total of not less than three years exercised, whether continuously or not, the powers under the Code of Criminal Procedure 1898 of any one or more of the following namely;

(i) Session Judge, Additional Session Judge, Assistant Session Judge.

(ii) District Magistrate, A.D.M.

(3) At least one of a special Tribunal shall be qualified for appointment thereto under clause (a) or (b) (i) or subsection (2)

10(1) Where a representation has been made by a person under sec. 8 of the Provincial Govt. shall, within 15 days from the receipt thereof refer it to the special Tribunal constituted under sec. 9.

(2) The special Tribunal shall sit at such time and place as the Provincial Govt. may by order fix.

آپ نے ۱۹۴۸ء میں چور بازاری کا جو کام کرتے تھے ان کو پکڑنے کیلئے یہ قانون بنایا تھا آپ نے یہ لکھا تھا کہ ایک ٹربیونل بنائیں گے اس کے تین ممبر ہوں گے جن میں ایک جج ہائی کورٹ ہو سکتا ہے۔ جس کو گرفتار کریں گے اس کو موقع دیں گے کہ وہ ۱۵ دن کے اندر اپنی جواب دہی پیش کر سکتا ہے۔ گواہی اور شہادت لی جا سکتی ہے۔ تب رائے قائم کر کے صوبائی گورنمنٹ فیصلہ کرے گی۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے لئے یعنی ایسے جرم کے لئے آپ نے ضروری سمجھا کہ اس قسم کی دفعات رکھیں۔ آج حالات ۱۹۴۸ء سے بدتر ہو گئے ہیں اس قسم کے دفعات

اس ایکٹ میں کیوں نہیں لاتے۔ اس بل میں کیوں نہیں لاتے جس سے وہ تمام خرابیاں دور ہوں جو پہلے قانون میں موجود ہیں۔ ۱۹۴۸ء میں چور بازاری ختم کرنے کیلئے جو قانون بنائے ہیں ان میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کی نوعیت کیوں مختلف کی گئی۔ ظاہر ہے کہ شاید آپ ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنا نہیں چاہتے میں نے اخبارات میں پڑھا کہ ایک دو حضرات گرفتار کئے گئے 'پھر' میں جاننا چاہتا ہوں کہ ہوم منسٹر صاحب سے کہ واقعی کتنے ہیں جنہوں نے چور بازاری کی ہے۔ ہمارے صدر کانگریس نے کہا کہ یہاں پر اس قسم کے جرم کو فائن آرٹ بنا دیا گیا ہے اور ہر جگہ یہ آرٹ چڑھتا جا رہا ہے۔

تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ ایک ایسی چیز جو آپ نے ان کے لئے ضروری سمجھی ہے دوسرے کے لئے کیوں نہ ضروری سمجھا۔ حالانکہ آپ نے خود اپنی جگہ مذمت کی ہے۔ کیا آپ انصاف کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کا مقصد اگر مخالف قسم کا نہ ہوتا تو آپ اس کو ضرور منظور کرتے کہ کوئی عدالت ان کی باتیں سنتی اور جو وجوہ اس کے سامنے رکھتے اس بنا پر وہ اپنا فیصلہ کر سکتی تھی تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پہلی وجہ اس کے خلاف میں یہ ہے کہ یہ قانون بنا ہے اور وجہ ہے اس کی دفعات اس قدر سخت ہیں اور آزادی کے اس قدر مخالف ہیں کہ کسی صورت میں بھی اس کو مناسب نہیں سمجھتا کہ اس قانون کی میعاد ایک سال کیلئے اور بڑھائی کی جائے۔ میں نے ایک اخبار میں پڑھا ہے کہ قدامت پرست پارٹی کے ایک ممبر نے برطانیہ کے پارلیمنٹ میں یہ کہا کہ یہاں کی گورنمنٹ بھی کمیونسٹوں کے خلاف وہی طریقہ کار کیوں نہیں اختیار کرتی جو طریقہ کار ہندوستان کی صوبجاتی گورنمنٹ اختیار کر رہی ہے۔

انگلستان میں جہاں کہ جمہوری طریقوں کی عزت کی جاتی ہے وہاں کے سرکاری عہدہ دار کبھی انتظامی ضروریات سے متاثر نہیں ہوا کرتے۔ جہاں اس چیز کا امکان ہے کہ جو قانون بنایا جائے اس کو انصاف کے ساتھ برتا جائے وہاں کے وزیر اعظم

نے یہ کہہ دیا کہ اس قدر اختیارات جن کا مقصد ان کو بلا عدالت میں لئے
جائے ہوئے گرفتار کرنا ہوتا ہے وہ خطرناک سمجھا جاتا ہے اور ہم اس پر چلنے کے
لئے تیار نہیں ہیں کیا وہاں پر کمیونزم کا ہوّا نہیں ہے کیا ہندوستان میں ہی اس
کا ہوّا ہے وہاں پیسہ بہت زیادہ ہیں وہاں مزدور جماعتیں زیادہ ہیں وہاں کی
ساری خوشحالی مزدوروں پر منحصر ہے کیا ہندوستان کی خوشحالی سرکار پر منحصر ہے
جہاں پر مزدوروں کے ساتھ اس قسم کی زیادتی برتی جاتی ہے ۔ جواب یوں تھا

I do not know whether Sir Walter Lowe has studied the drastic measures that are being taken by Provincial Govt. in India and Whether he and his party generally support power given to detail without trial on some suspicion of social activities and a number of other things which are generally regarded as rather dangerous here.

آج میں یہ کہہ رہا تھا کہ ایک ایسا قانون جس کو آپ خود پہلے کالا قانون کہا کرتے
تھے اور جس کی ساری دنیا مذمت کرتی ہے اس کی میعاد میں آپ پھر توسیع
کرنا چاہتے ہیں ۔ اب اپنی خرابیوں کو دور کیجئے اس قسم کے قانون بنانے کے
لئے ہم میں تو اپنی رائے نہیں دے سکتے اس میں بہت قسم کی خرابیاں ہیں ۔
دوسری وجہ یہ ہے کہ جس طریقے سے آپ نے ان اختیارات کو برتا اور جس قدر
باوجود ان کے علم میں لانے کے ان اختیارات کا غلط استعمال کیا گیا اور
غلط طور پر استعمال کرنے والے حکام کے خلاف کوئی کارروائی بھی نہیں
کی گئی ایسی حالت میں کسی صورت میں بھی آپ کو یہ اختیارات نہیں دئے جانے
اور دئے ہی جانے چاہئے ۔ دو برس کا تجربہ ہمیں بتاتا ہے کہ حکام نے غلطی کی اور حکام
کی یہ غلطی وزیر متعلقہ کے سامنے لائی گئی انہوں نے اگر بے انصافی کو دور کیا ہوتا
جن حکام نے یہ زیادتی کی تھی ان کے خلاف کارروائی بھی کی ہوتی تو اگر اس طرح
کی باتیں جہاں بھی ہوئیں تو یہ گورنمنٹ مستحق ہوتی کہ اسے یہ اختیارات دئے جاتے

بیان میں پوچھتا ہوں کیا اس طرح کے واقعے نہیں ہوئے کہ لوگوں کو ناجائز طور
سے گرفتار کر لیا گیا ۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ مزدوروں کے خلاف بہت ہی
غلط کارروائی کی گئی کیا اس قسم کے واقعے نہیں ہوئے کہ کہیں پر پوسٹر لگائے
ہوئے بہت سے لوگ پکڑے گئے اور جن کو ہائی کورٹ نے چھوڑ دیا کیا یہ
واقعہ نہیں ہے کہ ہائی کورٹ نے کہا کہ اس شخص کو فوراً چھوڑ دیا جائے لیکن بعد میں
اس کے اوپر ایک دفعہ لگا دی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ فلاں شہر کے باہر نہ جائے
یہ معاملہ یوسف صاحب کا ہے ۔

اگر یہ واقعے ہوئے تو میں پوچھوں گا کہ آنریبل ہوم منسٹر نے کہ ان حکام کے
خلاف جنہوں نے معصوم آدمیوں کو گرفتار کیا اور ناجائز کیا اور ناجائز طریقے کو برتا گیا
کیا کارروائی کی گئی ۔ آیا انہوں نے ان کو تنزل کیا ۔ آیا ان سے جواب طلب کیا اگر نہیں
کیا تو کیوں نہیں کیا ۔ اگر ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو صاف ظاہر ہے
کہ حکام نے اس کا غلط استعمال کیا اور وزیر متعلقہ نے اس کو سراہا ۔ میری سمجھ میں
نہیں آتا کہ آخر یہ کیوں ہے اور میں دیکھ رہا ہوں اس کا اثر باہر بہت پڑ رہا
ہے میں ایسے مجسٹریٹ کو جانتا ہوں کہ جس نے قابل ضمانت جرم میں ملزم کو جو
قانون کے اندر ضمانت پر چھوڑا جا سکتا ہے نہیں چھوڑا ۔ میں ایسے مجسٹریٹ کو جانتا
ہوں کہ جنہوں نے جو میں سمجھتا ہوں ضمانت منظور کی ۔ اس واقعے کو گورنمنٹ کے
نوٹس میں بھی لایا گیا لیکن گورنمنٹ نے بھی اس کے اوپر کوئی کارروائی نہیں کی تو یہ
وجہ بھی ہے جس کے باعث ہم کوئی پاور دینے کے حق میں نہیں ہیں ۔

پچھلے دو برس کا تجربہ بتاتا ہے کہ اس کا غلط استعمال کیا گیا اور جنہوں نے
اس کا غلط استعمال کیا ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی ۔ اس لئے میں
سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کو ذرا ٹھنڈے دل سے سوچنا پڑے گا کہ اس قسم کا اختیار
آپ کو دیا جائے یا نہیں ۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ اب اس ملک میں کوئی کسی طرح کی بدامنی نہیں ہے اس

طرح کے قانون لڑائی کے زمانے میں یا ایمرجنسی کی صورت میں لائے جاتے ہیں۔
پچھلے سالوں میں کتنی یہاں پر ہڑتال ہوئی۔ کتنی پٹڑیاں اکھاڑی گئیں اور
کتنے فساد ہوئے۔ تو میں عرض کروں گا کہ جب کوئی ایمرجنسی کی حالت ہوتی ہے

آپ اس طرح کا اختیار کس لئے مانگ رہے ہیں جیسا کہ ہمارے سوشلسٹ لیڈر نے
بمبئی میں کہا تھا کہ اس قسم کے قانون کا یہ موقع نہیں ہے۔ میں ان کے الفاظ کو آپ
کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں جو کہ جے پرکاش نرائن جی نے فرمایا تھا:

I am not asking for freedom for the disturbance of the peace. But I am only insisting on the principle that no citizen should be deprived of his liberties unless found guilty or proved guilty of any charge under the law. Emergency measures may be justified during war or large scale rioting just as we have on the advent of freedom. To take advantage of emergency measures to crush legitimate aspiration is unjustice unworthy of enlightened and democratic Governments.

یہ میرا قول نہیں ہے۔ یہ جے پرکاش نرائن جی کا قول ہے جنہوں نے کہا تھا کہ ریلوے
اسٹرائیک نہیں ہونا چاہئے۔ انہیں کے الفاظ میں نے یہاں آپ کے سامنے پیش
کئے ہیں۔ یہ جو انہوں نے ابھی تین روز ہوئے کہے ہیں تو پھر کونسی اس طرح کی حالت
پیدا ہوگئی ہے کہ جس کی وجہ سے آپ یہ اختیار لینا چاہتے ہیں۔

چوتھی وجہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں دیکھ رہا ہوں پہلے بھی اور آج بھی
دیکھتا ہوں کہ یہ اختیار کام میں لائے جاتے ہیں سیاسی مخالفین کو دبانے کیلئے
ابھی آپ نے دیکھا اور ہر شخص کو معلوم ہے کہ ہڑتال کے متعلق پہلے طے ہوا ہے
کہ ریلوے کی ہڑتال نہیں ہوگی۔ لیکن اس کے چند روز بعد ہی فوراً گرفتاریاں
شروع ہوجاتی ہے کمیونسٹوں کی اور اس کے ساتھ ساتھ کچھ نان کمیونسٹ
بھی گرفتار کرلئے جاتے ہیں۔ میں نے الہ آباد میں دیکھا ایسے حضرات بھی پکڑ لئے
گئے جو کہ اس فیڈریشن کے کارکن تھے جنہوں نے یہ طے کیا تھا کہ وہ اسٹرائیک نہیں

کریں گے۔ بریلی میں بھی کچھ کمیونسٹ پکڑے گئے سوشلسٹ پکڑے گئے اور کچھ مسلم لیگ
کے بھی پکڑے گئے۔
یہ تو عجیب تماشہ ہے کہ جو لوگ سچ کے پکارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سچ پر
مرتے ہیں ان کے بارے میں تجربہ بتاتا ہے کہ سچ کو آپ نے بھلا دیا۔ یہ میں بھی
کہنے والا تھا کہ وہ چھوڑ دئے گئے۔ ابھی کہا گیا کہ پچاس آدمی گرفتار کئے گئے لیکن
وہ اور واقعے ہیں پہلی چیز یہ کہ الہ آباد میں سوشلسٹ گرفتار کئے گئے ریلوے
فیڈریشن کے اہلکار گرفتار کئے گئے دوسرے جے پرکاش نرائن کا یہ بیان کہ
ہمارے سوشلسٹ بھی گرفتار کئے جارہے ہیں اور پنت جی کو فون کر رہا ہوں اور
ریلوے منسٹر کو وائرلیس کرتا ہوں کہ وہ اس کا تدارک کریں ورنہ نتیجہ خراب ہوگا۔
میں یہ جانتا ہوں کہ ہر سوشلسٹ آپ کا سیاسی مخالف ہے وہ اس
بات کی کوشش کر رہا ہے کہ اس حکومت کا تختہ الٹا جائے۔ اس میں کوئی شک
کی بات نہیں ہے کہ سوشلسٹ آپ کا کھلا ہوا دشمن ہے۔ تو میں چوتھی بات
یہ کہنے جارہا تھا کہ جو طریقہ کار آپ اپنانے جارہے ہیں وہ بڑا خطرناک ہے اور
اس کی وجہ سے ملک میں جس قسم کی فضا پیدا ہوگی اس کے ذمہ دار آپ ہوں گے۔
کمیونسٹ یہ کہتے ہیں کہ پارلیمنٹری طریقے سے ملک کی حالت کو بدلا نہیں جاسکتا۔ جو
بھی طاقت میں ہے وہ اپنی طاقت کو نہیں چھوڑ سکتی ووٹ ایک دھوکا ہے۔ [illegible]
جب حکومت پر دھکے ہوتے ہیں وہ اس کو ایک طرح سے برتتی ہے کہ [illegible] عام [illegible]
طریقے سے اپنا اظہار کرنے کا موقعہ نہیں ملتا اس لئے ہم تخریبی کاروائی کریں گے جو کہ
ہمارے لئے ممکن نہیں ہے پارلیمنٹری طریقے پر عمل کرنا اور ملک میں ایجیٹیشن کر کے
اپنے جائز حقوق کو منوانا۔ اس لئے ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں ہے سوائے تخریبی
کاروائی کرنے کے۔ اس لئے اگر اسٹرائیک کرنا مزدور کو جائز حق ہے اگر ایجیٹیشن
کرنا جائز حق ہے تو اگر کوئی طریقہ اختیار کیا جائے جس سے اسٹرائیک ناجائز قرار
دے دی جائیں جس سے جلسوں کے اوپر پابندی لگائی جائے جس سے رائے عامہ
پھیلنا ناممکن ہو جائے تو کمیونسٹ کو کوئی دوسرا طریقہ بتانا ہوگا۔ آجکل کمیونسٹ
یہاں تھوڑی تعداد میں ہیں۔ حسرت موہانی صاحب جو کمیونسٹ بھی ہیں اور کمیونسٹ

نہیں بھی چاہیے جو سمجھتے ہوں لیکن یہ ظاہر ہے کہ کمیونسٹ یہاں پر بہت تھوڑی تعداد
میں ہیں ۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے خدا کرے بہت سے ہوں لیکن میں
جانتا ہوں کہ بہت تھوڑے سے ہیں۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس طریقے سے آپ کارروائی کر رہے ہیں وہ ان افراد
اور اشخاص کو بھی جو یہ سمجھتے ہیں کہ صرف پارلیمنٹری طریقے سے حکومت کو بدل سکتے
ہیں ان کے دل کو ڈانواں ڈول کر رہے ہیں ۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے ایک سوشلسٹ
ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ لاری صاحب آپ کا کیا خیال ہے کہ ہندوستان میں
پارلیمنٹری طریقے سے حکومت بدل سکتی ہے ۔ میں نے کہا میرا تو خیال یہی ہے ۔ انہوں
نے کہا میرا بھی یہی خیال تھا میں ڈیڑھ برس سے کام کر رہا ہوں اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں
کہ اس ہندوستان کے اندر جو پارٹی Totalitarianism کی بنا پر
رکھی گئی ہے اس کی نیو اب کھودی جا رہی ہے وہ اس قدر کھودی جا رہی ہے کہ اس
کے بعد شاید نا ممکن ہو رہا ہے کہ ووٹ کے ذریعے سے ہم حکومت کو بدل سکتے ہیں اس
طرح کے خیال کا پیدا ہونا ملک کے لئے خطرناک ہے ۔ اس لئے کہ نوجوانوں کے دل میں
اس قسم کا خیال جاگزیں ہو گیا ہے ۔ اس طرح سے آپ کمیونزم کو پانی دیتے ہیں ۔
وہ ایک دن اتنا تناور درخت ہو جائے گا کہ جس طرح سے چین برداشت نہیں
کر سکا ۔ جس طرح سے چیانگ کائی شیک امریکہ کی مدد اور طاقت پا کر بھی کمیونزم کی طاقت
کو روک نہیں سکے اسی طریقے سے گاندھی جی کی تمام روحانی طاقت اور اثرات کے ہوتے
ہوئے بھی آپ کمیونزم کو روک نہیں سکیں گے ۔ آپ اس بل کے ذریعے سے جائز
احتجاج کے طریقوں کو بند کر رہے ہیں ۔ آپ نے حکام کو اس قدر اختیار دے دئے ہیں کہ
جن کے کارنامے انہیں اچھے نہیں معلوم ہوں انہیں وہ بند کر دیں ۔ کانگریس
کہہ چکی ہے کہ الیکشن ۱۹۵۰ء میں ہو گا میں اس کو صحیح سمجھتا ہوں کمیونزم کے
نے کہا کہ اگر یہ سچ ہے اور آپ اس قانون Constituent Assembly
کا نفاذ ۱۹۵۰ء تک بڑھاتے ہیں تو جانتے ہیں کہ لوگوں میں کیا شکوک پیدا ہو سکتے ہیں
آپ اس قانون کو جاری رکھیں گے تو لوگ جو آپ کے مخالف ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہیں

پر بڑا پروپیگنڈہ کر رہا ہے ۔ لوگ کہتے ہیں کہ گاندھی جی کے اثر کی وجہ سے کانگریس کو
تقویت حاصل ہے ۔ پنڈت نہرو کی وجہ سے کانگریس بنگال میں جو گڑ گئے ہے اس کے
لئے ہر صوبے کے پروپیگنڈے کی ضرورت ہے ۔ ایک طرف آپ یہ کہتے ہیں کہ الیکشن
قائم ہے اور دوسری طرف آپ یہ قانون لا رہے ہیں تو ظاہر ہے کہ اس طرح کا خیال پیدا
ہوتا ہے میں اس ایوان کے ممبروں کی توجہ اس طرف دلاتا ہوں کہ اگر آپ یہ
طریقہ اختیار کریں گے تو آپ ایسا کرنٹ ملک میں لائیں گے جو کمیونزم کو تقویت
پہنچائیگی ۔ کمیونزم کم کرنے کے دو طریقے ہیں ایک تو آپ کپڑا اور غلہ سستا
کیجئے ۔ کاشتکاروں کی بہتری اور زمینداری کو فوراً ختم کیجئے ۔ لیکن زمینداری
ابولیشن کی کمیٹی کو بیٹھے ہوئے آج ۹۱ مہینے ہو گئے اور اخباروں میں نکلتا ہے کہ
بہت کوشش کی جا رہی ہے ۔ یو پی گورنمنٹ کی بہت کوشش کی جا رہی ہے ۔ آج حالت
یہ ہے کہ کپڑے اور غلے کی قیمت بڑھتی جا رہی ہے ۔ چیز روز قیمت بڑھتی جا رہی ہے
اور یہ بڑھتا ہوا اسباب جو ہے وہ کمیونزم کو بڑھاتا یا اگاتا ہے ۔ اس لئے اس
کمیونزم کو روکنے کے دو ہی طریقے ہیں ۔ پہلی چیز تو یہ آپ سستا کپڑا اور غلہ دیجئے
اور لوگوں کی ضروریات پوری کیجئے اور دوسرے اگر ان کا طریقہ غلط ہے تو ان کو غلط
قرار دیجئے ۔ ایک ساتھ یہ نہیں ہو سکتا کہ ان کو غیر قانونی قرار دے سکتے اور یہ
ہو کہ ان لوگوں کو چھپنے اور پھولنے کا موقع دیں ۔

مستقل Consistent اور Persistent پالیسی ہونی چاہیے
جس کا مقصد ہو کہ اس ملک میں چیزیں سستی ہوں ۔ کیا وجہ ہے کہ پہلے سونا
۹۰ روپیہ تولہ اور لاہور میں ۱۰۸ ۔ اور ۱۰۹ روپیہ تولہ ہے ۔ آپ دہلی کے بازار
جائیے آپ کو پتہ لگے ۔ ۹۲ روپے میں ملے گا اور لاہور میں ۹ روپے میں
ملتا ہے ۔ کیا چیز ہے ۔ وہاں غلہ تو زیادہ پیدا ہوتا ہے اس کی بات تو ہو سکتی ہے ۔ میں
کہتا ہوں آپ اس چیز کو ٹھنڈے دل سے سوچئے کہ آپ کو کمیونزم کو روکنا ہی نہیں ہے
بلکہ ملک کو خوشحال بنانا ہے ۔ اس کے لئے پہلی چیز کی ضرورت ہے کہ سستا غلہ اگر آپ اور
اگر آپ یہ نہیں کر سکتے تو ہزاروں قانون ہوں کچھ نہیں ہو سکتا ۔ آپ تو خوب جانتے ہیں

کہ جیل جانے سے لوگوں کی امنگیں بڑھتی ہی ہیں ختم نہیں ہوتیں۔ جیل کے اندر انسان
اپنے جذبات کو بھول نہیں جاتا بلکہ وہ اور تیز ہو جاتے ہیں اور اس کے شعلے بھڑکتے ہیں
اگر آپ ان کو بجھانا چاہتے ہیں تو ایسے قانون کو ختم کر دیں اور اسے اور اگر آپ نہ سمجھیں
آپ اس کو بہتر جانتے ہیں میں تو آپ کو دیکھ کر کہنے لگا ہوں۔ آپ اگر یہ چاہتے ہیں
تو میں کہوں گا کہ آپ کا یہ راستہ [illegible] ہے۔ اس کو اختیار نہ کریں۔ اگر کسی جگہ
کسی جماعت کی جماعت کے خلاف کارروائی کرے تو گورنمنٹ کو دبانا مشکل ہوتا ہے جنتا
آپ کے ساتھ ہے تو پھر یہ چند کمیونسٹ آپ کا کیا کر سکتے ہیں۔ اب جنتا میں ابھی کوئی
اختلاف نہیں ہے۔ پہلے تو آپ کہہ سکتے تھے لیکن اب جنتا ایک خیال کی ہے۔ حال
چند افراد ضرور ایسے ہیں جو گورنمنٹ کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس کو
دور کرنے کا ایک طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ جنتا کے دلوں کو موہ لیں۔ آپ کہتے
ہیں کہ جنتا نے آپ کو ووٹ دیا تھا لیکن آج جنتا کہہ رہی ہے کہ جس طریقے پر حکومت
چل رہی ہے وہ ٹھیک نہیں اس لئے میں کہوں گا آپ اسے واپس لے لیجئے۔ اگر آپ
دبانا چاہتے ہیں تو ان کو غیر قانونی قرار دیجئے۔ آپ ایسا مسودہ لائے جس میں کم سے
کم وہ رعائتیں ہوں جو آپ نے Profiteers کو دی ہیں۔ [illegible]
کی ایک کمیٹی بنائی ہے جو اس معاملے میں گورنمنٹ کو صلاح دے گی۔ اس ریزولیشن کو
اس حالت میں دور کیجئے۔ اس کے بجائے آپ ایک نیا قانون لائیے۔ اوّل تو آپ اسے
نہیں چھوڑیئے اور اس کی جگہ آپ دو چار مہینے دیکھئے کہ آپ حالات پر قابو پا سکتے ہیں
کہ نہیں۔ آپ نے اس قانون کو دو برس برتا پھر بھی اس کی ضرورت محسوس ہو رہی
ہے آخر آپ کب تک اس کو برتیں گے۔ چھ مہینے تک تو اس کو آزمائے اس کے بعد آپ
اس طریقے کو عمل میں لائیں جو میں نے اس ایوان میں پیش کی ہیں۔ اگر آپ تیار
نہیں ہیں اور آپ کے دل میں کچھ بھی جو کمی ہے تو دنیا ہی بدل جائے گی [illegible]
تو میں عرض کرتا ہوں کہ آپ ایک نیا بل لائے اور وہ رعائتیں ان کو دیجئے جو کہ آپ
نے نفع خوروں جو سٹے والوں کو دی ہیں۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اس تجویز
کی مخالفت کرتا ہوں۔

مزدوروں میں بے چینی۔

جلد ۹۵ یو پی اسمبلی کارروائی ۵۳

[illegible] ڈپٹی اسپیکر صاحب

میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اس ایوان کا اجلاس اس معاملے پر غور کرنے
کے متعلق کیا جائے کہ [illegible] کے معاملے پر جو بہت ضروری اور فوری اہمیت کا حامل ہے
غور کیا جائے کہ مسٹر [illegible] لال [illegible] ممبر Constituent Assembly
اور ان کے تین ساتھیوں کی بھوک ہڑتال اس پالیسی کا نتیجہ ہے جو یو پی گورنمنٹ
نے چینی مل مزدوروں کے بابت اختیار کی ہے۔ اور جس سے خطرے کی حالت
پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس مضمون پر بحث کرتے وقت میں کوئی سیاسی گرد
نہیں پیدا کرنا چاہتا اور نہ اس کا موقع ہی ہے۔ جس مسئلے پر اس وقت غور کرینگے
اس کا تعلق چار ایسے شخصوں کی زندگی سے ہے جنہوں نے اپنے پچھلے زمانہ حیات
میں قوم کی کافی خدمت کی ہے۔ ان چار میں سے ایک اکثریت پارٹی کا آج بھی
ممبر ہے اور کانسٹی ٹیونٹ اسمبلی ایسی بڑی سبھا کا ممبر ہے۔ بقیہ تین حضرات
میں سے ایک سوشلسٹ پارٹی کے ممبر ہیں اور دو انقلابی سوشلسٹ پارٹی کے
ممبر ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب اس قسم کے افراد کوئی بھوک ہڑتال کریں تو آپ ان
سے نہ کوئی بے رخی برت سکتے ہیں اور نہ کسی فعل کے کرنے سے اعتراض
کر سکتے ہیں جو معاملے کو ختم کر دیں۔ معاملہ صرف یہی نہیں بلکہ اور آگے
جاتا ہے۔ یہ بھوک ہڑتال اس پالیسی کے خلاف ہے جو کہ ہماری موجودہ
گورنمنٹ نے مل مزدوروں کے ساتھ اختیار کی ہے۔ یہ بھوک ہڑتال

کی آمدنیوں سے ظاہر ہے کہ قیمتوں کا زمانہ گذر چکا ہے اور اب فقروں سے کام نہیں چلے گا۔ ظاہر ہے کہ
اب ملک ہوشیار ہو گئی ہے۔ عوام سے امیدیں رکھی تھی اور اب جلسے پاس کوئی وجہ نہیں ہے
کہ وہ کہیں کہ خلاف رکاوٹیں ہیں۔ پارلیمنٹ کی طرف سے بھی کوئی رکاوٹ نہیں ہے اس لئے میں
یہ عرض کروں گا کہ آپ ایسا کیجئے کہ کسانوں کو پورے حقوق ملیں کہ ملک جو لوٹ مار زیادہ سے زیادہ
دی رہی ہے ان سے جنتا کو سکون ہو اور اس کو واقعی محسوس ہو کہ اقتصادی آزادی ملی ہے۔ یہ
ٹھیک ہے کہ سیاسی آزادی کا تعلق زمین کی پیداوار سے ہے اور کسانوں کی بہبودی سے جو ہو چکے
ہیں کہ موجودہ انقلابی ہے۔ لیکن جب آپ انقلابی تجویز کرتے ہیں وہ انقلابی ترمیم کا مستحق ہے
جب تک آپ انقلابی ترمیمات نہیں کریں گے یہ بل بالکل بے جان چیز ہوگی اور اس سے صوبے
کو اور جنتا کو کوئی زیادہ فائدہ نہیں پہنچے گا۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ آپ سلیکٹ کمیٹی میں
ایسے باہوش اشخاص رکھیں گے جو یہ کوشش کریں کہ ایسا قانون بنا سکیں جس سے کاشتکاروں کا جذبہ
پھر سے تازہ ہو جائے تاکہ ہم ان سے یہ کہہ سکیں کہ ہم نے سیاسی آزادی لینے کے بعد اب جنتا کے لئے
اقتصادی آزادی حاصل کی ہے۔

تعزیت

محترم اسپیکر صاحب۔ آنریبل وزیر اعظم نے جو تجویز تعزیت پیش کی ہے اس میں اس کی تائید کرتا ہوں
مولوی عزیز احمد صاحب ہمارے ساتھی اور بہت پرانے کارکن تھے خلافت کی تحریک کے زمانے میں انہوں
نے جنگ ساتھیوں میں کافی دلچسپی لی اور اس کے بعد مسلم لیگ پارٹی کے ایک بہت ہی فعال رکن تھے یہ ملک
جیسا ان کی سامنے پر کافی بھروسہ کرتے تھے اور یقین رکھتے وہ بڑی جنگی اور رکھتے انصاری سے نام صاحبان
پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے تھے۔ افسوس ہے کہ ایک طویل بیماری کے بعد ان کی وفات ہوگئی۔ اس
دوران کہ وہ بھی عوام ہو گئے اور دستور ساز اسمبلی کے بھی کے طرف ممبر چلے گئے اور اس حیثیت سے انہوں نے
قانون بنانے میں کافی دلچسپی لی تھی۔

ہمارے دوسرے ساتھی ٹھاکر سری چند ٹھنگری بھی اس زمانے میں وفات ہوئی۔ مجھے ان کے ساتھ
بہت سے کام کرنے کا موقع نہیں ملا لیکن اس ایوان میں جیسے جو صاحب آتے تھے وہ اس میں کوئی دلچسپی
لیا کرتے تھے اور جہاں تک مجھے علم ہے وہ اپنے ضلع بدایوں کے لوگوں میں کوئی عزت سے دیکھا کرتے تھے۔
ان دونوں صاحبان کی وفات پر مجھے اور میری پارٹی کو کافی صدمہ ہوا ہے۔ مجھے امید ہے کہ جناب اسپیکر
صاحب ہمارے ان جذبات ہمدردی کو ان کے پسماندگان تک پہنچا دیں گے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اس تحریک
کی تائید کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر صاحب۔ میں مولوی [illegible] صاحب سے اس وقت واقف ہوا جب کہ وہ پچھلی اسمبلی کے ممبر تھے۔ وہ
گورنمنٹ کے پارلیمنٹری سکریٹری تھے۔ میرا خیال ہے کہ اس صوبے کے چوٹی کے آدمیوں میں سے تھے ان کی
شخصیت اس قسم کی تھی کہ ان کی وفات سے حقیقتاً صوبے میں ایک خلا پیدا ہو گیا ہے اب مشکل سے اس کی
تلافی ہو سکتی ہے۔

سب سے بڑی بات جو میں نے کوئی ذاتی طور پر دیکھی تھی وہ ان کی وسیع النظری تھی ان میں کسی

یو پی اسمبلی سے استعفیٰ

گذارش ہے کہ میں یو۔ پی۔ کی قانون ساز اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہونا چاہتا ہوں۔ چونکہ میرے لئے ہندوستان میں رہنا ناممکن بنا دیا گیا ہے اس لئے میں نے پاکستان میں سکونت اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے حسب ذیل چند عوامل نے مجھے محولہ بالا فیصلے پر مجبور کیا ہے۔

۱۔ متعلقہ حکام نے مجھے ۲۳ اپریل کو ایک نوٹس دیا جس میں مجھے اس امر کے بارے میں اظہار وجوہ کے لئے کہا گیا تھا کہ مجھے کیوں نہ اس بنا پر ایک ممکنہ تارک وطن قرار دیا جائے کہ میں نے ابھی کچھ رقم ستمبر یا اکتوبر ۱۹۴۹ء میں منتقل کی ہے میری تمام جائیداد کو تحویل میں لے کر ۱۰ مئی ۱۹۵۰ء کو مجھے فی الواقع ایک ممکنہ تارک وطن قرار دے دیا گیا اور بعد ازاں ۱۰ مئی کو مجھے اس امر کی وضاحت کا نوٹس دے دیا گیا کہ میں نے بعض کرایہ دلی کیوں منتقل کیں جن کا منشا غالباً قانونی چارہ جوئی کے لئے راہ ہموار کرنا ہے میں نے متعلقہ حلقوں تک اپنا مدعا پہنچا دیا اگر یہ اعلان بدستور قائم رہا تو میرے لئے ہندوستان میں رہنا ممکن نہ ہوگا اس اعلان کی تنسیخ کے بارے میں کوئی رجحان نہ پا کر ۲۰ مئی ۱۹۵۰ء کو مجھے ہندوستان سے ترک سکونت کرنی پڑی۔

۲۔ تین سالہ تجربہ نے مجھے باور کرا دیا ہے کہ لیگ کا پس منظر رکھنے والے کسی بھی فرد کو ملک کی عوامی زندگی میں عملی حصہ لینے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ میں نے اپنے رفقائے کار کے ساتھ عزت مآب پنڈت پنت کانگریس پارٹی میں شمولیت کی پیش کش کی لیکن اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اب جبکہ اشتراکیت پسند بھی اپنے حلقے میں شامل کرنے پر آمادہ نظر آتے تھے لیکن مارچ کے اجلاس کے بعد انھوں نے بھی اس جانب دلچسپی لینی ختم کر دی کہ مارچ کے اجلاس میں میری تقریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری حیثیت میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوتی ہے۔

۳۔ ظاہر یہ ہوتا ہے کہ مجھ جیسے افراد کو غیر پارلیمانی میدان میں بھی کام کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی میں نے اور بعض احباب نے مل کر گذشتہ مارچ میں ایک موثر تنظیم قائم کرنے کی کوشش کی تاکہ مسلمانوں کے ثقافتی مفاد کی نگہداشت ہو سکے۔ لیکن اکثریتی طبقہ میں اس کے خلاف جو ردعمل ہوا اس نے میری آنکھیں کھول دیں یہاں میں بعض تبصروں کے اقتباسات پیش کرنا چاہتا ہوں "دی نیشنل ہیرالڈ" نے جو غالباً سب سے زیادہ اعتدال پسند اخبار ہے، یہ لکھا ہے۔

"اگر اس کا مقصد در پردہ ایک نئی مسلم لیگ کی بنیاد ڈالنا نہ بھی ہو تب بھی یہ فرقہ وارانہ استحکام کی جانب ایک قدم ہو سکتا ہے جسے ایک سیکولر مملکت میں لمحہ بھر کے لئے بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا۔"

اسی اخبار نے لکھا ہے کہ "یو پی کے مسلمانوں ہی نے مسٹر جناح کو پاکستان بنانے میں کامیاب کیا..... ہندوستان کی تمام ریاستوں کے مقابلے میں یو۔ پی میں مسلمانوں کی سب سے زیادہ آبادی ہے۔"

لہٰذا اس مملکت میں کسی بھی مغالطہ آمیز نام سے مسلم لیگ کو دوبارہ زندہ کرنے کی سوچی سمجھی کوشش کو نظر انداز کرنا درحقیقت ایک ایسے وقت میں فرقہ پسندوں کی بڑھتی ہوئی طاقت سے چشم پوشی کرنے کے مترادف ہے جبکہ ملک چاروں طرف سے خطرے میں گھرا ہوا ہے۔

"امرت بازار پتریکا" کا نقطۂ نظر یہ ہے:۔

"مسٹر لاری اور دیگر لیگی رفقائے کار جنہوں نے پاکستان ہجرت نہیں کی ہے جمہوریہ ہند کی سالمیت کو نامعروفی طور پر نقصان پہنچا رہے ہیں"

"لیڈر" نے حسب ذیل تبصرہ کیا۔

"لکھنؤ کانفرنس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض مسلم لیگ لیڈر نظریاتی طور پر اب تک تقسیم سے قبل کے دور میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس کانفرنس کا پروگرام بھی اتنا ہی خطرناک ہے جتنا کہ پرانی مسلم لیگ کا تھا۔"

یو۔ پی۔ کانگریس کی کونسل نے ایک قرارداد منظور کی جس میں کہا گیا ہے کہ

"مسلم معاشرے کے بعض اراکین کی سرگرمیوں کی یہ کونسل مذمت کرنے کی ضرورت محسوس کرتی ہے جن کا مقصد اسی ذہنیت کو دوبارہ زندہ کرنا ہے جس کے نتیجہ میں ملک تقسیم ہوا اس ضمن میں ایک مثال کے طور پر اس کانفرنس کا حوالہ دیا جاسکتا ہے جو گذشتہ دنوں لکھنؤ میں منعقد ہوئی اس قسم کی سرگرمیاں مملکت کے بہترین مفاد کے منافی ہیں۔"

میں عرض کروں گا کہ لکھنؤ کے اجلاس نے مسلمانوں کی غیر پارلیمانی سرگرمیوں کے لئے محض ایک مشترکہ مرکز اجتماع مہیا کیا تھا۔

۴۔ مسلمانوں کی ثقافتی جڑیں کاٹنا اور معاشی طور پر ان کا گلا گھونٹ دینا

پنت حکومت کی ایک مستقل حکمت عملی بن چکی ہے۔ چنانچہ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جب تک مسٹر پنت کی حکومت یو۔ پی میں قائم ہے صورت حال میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہو سکتی ہے وہ قابل اور خوش اخلاق ہیں لیکن ان کی پالیسی مسلمانوں کے لئے آہستہ سرایت کرنے والا مہلک زہر ہے۔

۵۔ مئی اور جون میں غیر ممالک جانے کے لئے میں نے فوری طور پر پاسپورٹ بنوانے کے لئے حکومت کو درخواست دی تھی لیکن متعدد یاددہانیوں کے باوجود کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا اس طرح میرے لئے یہ بات بھی ناممکن ہو گئی ہے کہ میں کم از کم دنیا کو یہ بتا سکوں کہ یو۔ پی میں کس قسم کے حالات کا دور دورہ ہے۔

۶۔ بالآخر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اقلیتی فرقے کے مسئلے کا واحد حل ہے جس کی طرف قائد اعظم نے ایک بار اشارہ کیا تھا یعنی ہندوستان اور پاکستان کے مابین علاقہ واری تصفیہ کے ذریعہ آبادی کی منتقلی۔ میں اس بارے میں تفصیل سے کچھ نہیں کہوں گا کیونکہ میری خواہش ہے کہ نہرو لیاقت معاہدہ کامیاب ہو اور اس کا جزو الف ایک حقیقت بن جائے اگرچہ میرے خیال میں یہ محض ایک امید موہوم ہے۔

اگر جناب والا کی حکومت مسلمانوں کو برقرار رکھنے کی متمنی یا کم از کم خواہاں ہے تو اسے نہرو لیاقت معاہدے کے جزو الف کو فوری طور پر نافذ کرنا چاہئے اور عزت مآب وزیر اعلیٰ کے نام میرے مکتوب مورخہ ۱ اپریل میں جو تجاویز درج ہیں ان پر عملدرآمد ہونا چاہئے۔

یو۔ پی اسمبلی سے استعفے کا مکتوب

از مسٹر زیڈ۔ ایچ۔ لاری بنام گورنر یو۔ پی۔